زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

اکتوبر تا دسمبر 2020

صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت محمد ﷺ کی پنج وقتہ نماز، تہجد اور نوافل کی ادائیگی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام و مرتبہ

وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّــاصر

ایل۔ایس: 7386

تاریخ: 30.11.2020

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رسالہ زینب شمارہ ماہ جولائی تا ستمبر 2020 موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

زینب رسالہ میں تعلیمی، تربیتی اور مجلسِ شوریٰ کی سفارشات کے حوالہ سے معلوماتی مضامین شامل کئے گئے ہیں۔ نیز موجودہ حالات کے لحاظ سے وبا کے پھیلاؤ کے دوران ممبرات کے ذاتی تجربات شامل اشاعت کئے ہیں۔ کورونا وائرس کے نتیجہ میں ڈیپریشن اور اس کی نشاندہی اور بچاؤ کی احتیاطی تدابیر ایک طبی ماہر ممبر نے عمدگی سے رقم کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مساعی قبول فرمائے اور سب قارئین کو فیضیاب ہونے کی توفیق ملے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

تحریکِ جدید

خلافتِ اولیٰ کے بعد جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر متمکّن ہوئے تو اس وقت جماعت کے مخالفین جماعت کو مٹانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔ جماعت احمدیہ کی آواز کو دبانے اور اس جماعت کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے ناکام ونامراد کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کے نتیجے میں یہ مبارک تحریک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو القاء کی۔ 1934ء میں آپ نے تحریکِ جدید جیسی عظیم الشّان تحریک کا اعلان فرمایا تو مخالفینِ احمدیت کے قدموں کے نیچے سے زمین کھسک گئی اور وہ ناکام ونامراد ہوئے۔

جماعت احمدیہ نے اس سلسلہ میں بے شمار جانی ومالی قربانیاں پیش کیں۔ مالی قربانیوں کے علاوہ دین کی خدمت کے لیے افرادِ جماعت نے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ سادہ زندگی کو اپناتے ہوئے اپنے پیارے امام کے ارشاد کے مطابق اپنے طرزِ زندگی کو یکسر تبدیل کر ڈالا۔ یہ قربانیاں اور دعائیں خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہوئیں اور جماعت نے غیر معمولی ترقی کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں جماعت کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ مشن ہاؤسسز قائم کیے گئے، مساجد تعمیر ہوئیں، متعدّد نوجوان مبلغین اپنی زندگیاں وقف کر کے اسلام کی حقیقی تعلیم و تبلیغ کا کام سرانجام دینے لگے۔ اس تحریک کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ بیرونی ممالک میں جماعتیں قائم ہوتی چلی گئیں اور بفضلِ تعالیٰ خود کفیل بھی ہوتی گئیں۔ بہت سے ممالک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کا پیغام پہنچا۔ قرآنِ کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے۔ بے شمار کتب کی اشاعت ہوئی اور اس سے تربیت کے کام بھی انجام پذیر ہوتے گئے۔

صداقت کی آواز کو دبانے کی کوشش کرنے والوں نے دیکھا کہ یہ آواز دیکھتے ہی دیکھتے اکنافِ عالم میں پھیل گئی۔ آج دنیا کی کوئی تحریک اس تحریک کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے ثمرات کا دنیا مشاہدہ کر رہی ہے اور دیکھنے والوں کو رتّی بھر بھی اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک الٰہی تحریک ہے۔

تحریکِ جدید ساری دنیا میں عظیم الشّان کام کر رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اس کا ذکر یوں فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے اس درخت میں اتنی برکت ڈالی ہے کہ اس کی شاخیں ایک طرف افریقہ کے صحراؤں میں پھیلی ہوئی ہیں اور دوسری طرف شمالی امریکہ کی گنجان اور تہذیبِ نو کی آبادیوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر ایک طرف اس کی شاخیں جاپان میں چلی گئی ہیں اور آسٹریلیا میں چلی گئیں ہیں، جنوبی امریکہ میں چلی گئی ہیں، یورپ اور انگلستان میں مڈل ایسٹ تک چلی گئی ہیں۔ تحریکِ جدید سے جو ایک چھوٹا سا کام شروع ہوا تھا وہ اب بہت پھیل چکا ہے۔‘‘

تحریکِ جدید کی نمایاں خصوصیات اور ضروریات کے متعلق آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریکِ جدید کی شکل میں اپنی ایک عظیم الشّان یادگار چھوڑی ہے اور اس کے جو نمایاں پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں، ان میں ایک نمایاں پہلو تو جماعت کی تربیت

کا ہے۔ اسلام کی ضروریات جماعت کے سامنے رکھ کر جماعت کو آہستہ آہستہ تربیت اور قربانی اور ایثار کے میدانوں میں آگے سے آگے لے جاتے چلے گئے۔ دوسرا نمایاں پہلو پاک وہند سے باہر جماعتوں کا قیام ہے۔ 1934ء میں جب اس تحریک کا آغاز ہوا تھا، اس وقت بیرونِ پاک و ہند بہت کم جماعتیں تھیں لیکن تحریکِ جدید کے اجراء کے ساتھ کثرت سے مختلف ممالک میں جماعتیں قائم ہوئیں، پھر ان کی تربیت ہوئی، غیر مذاہب کو اس کی اور اس کے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ تحریکِ جدید کے کام کا یہ حصہ جو ہمیں نظر آتا ہے اس کے ساتھ یہ کام بھی ہوا کہ ان ممالک میں قرآنِ کریم اور اس کی تفسیر کی بڑی کثرت سے اشاعت ہوگئی ہے لیکن ابھی بڑے فدائی مبلغین کی ضرورت ہے۔ ابھی بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے، ابھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لیے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے تا کہ ہم انتہائی اور آخری کامیابی دیکھ سکیں۔"

(خطبہ جمعہ 22اپریل1966ء)

وقفِ جدید

وقفِ جدید کی تحریک کا اجراء 1957ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہی اپنے مبارک ہاتھوں سے کیا۔ پاکستان میں اس تحریک کے تحت دور دراز دیہاتی علاقوں بالخصوص سندھ کے علاقہ تھرپارکر میں تربیتی اور تبلیغی کاموں میں خاص مساعی کی گئی۔ بعد ازاں اسے بھارت، افریقہ اور دیگر ممالک میں تبلیغ اور تربیت کے کام کو فعال کرنے کے لیے وسیع کر دیا گیا۔

وقفِ جدید کا مالی سال یکم جنوری سے شروع ہو کر 31 دسمبر کو ختم ہو جاتا ہے جبکہ تحریکِ جدید کا مالی سال یکم نومبر سے شروع ہو کر 31 اکتوبر کو ختم ہو جاتا ہے۔

جماعت کی عظیم الشّان ترقّی میں جو ہمارے بزرگ قربانیاں کرتے رہے ہیں ہم سب کا فرض ہے کہ ان کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کے لیے ان کی طرف سے چندہ ادا کریں۔ اسی طرح والدین اپنے نومولود بچوں کو بھی ان تحریکات میں شامل کریں۔ نیز ایسی بچیاں جو پہلے اپنے والدین کی زیرِ کفالت تھیں اور اب وہ برسرِ روزگار ہیں وہ بھی اس قربانی میں شامل ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نزول کا مشاہدہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص ووفا کے ساتھ قربانیوں کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے کیونکہ اس کے نتیجے میں ہم اس کی رحمتوں اور فضلوں کے مستحق بنتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہمارے رزق میں کمی نہیں آتی بلکہ بے انتہا برکت عطا کی جاتی ہے۔ ہمیں نہ صرف تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندوں کی ادائیگی کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی بلکہ دیگر چندہ جات کی ادائیگی کے لیے بھی مستقل توجہ دینے کی ضرورت ہے، پہلے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے لازمی و طوعی چندہ جات بروقت ادا ہوں۔ چندہ عام، چندہ وصیّت اور تنظیمی چندہ جات کے علاوہ جو تحریکات مختلف وقتوں میں پیارے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے یا نظامِ جماعت کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں، از خود انہیں ادا کریں اور پہلے سے بڑھ کر بروقت ادائیگی کی کوشش کریں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ اس میں حیرت انگیز برکت ڈال رہا ہے جس کا ہم سب نے اپنی زندگیوں میں بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے ہمیں ہمیشہ بڑھا کر عطا کیا ہے تو ہمارا بھی فرض ہے کہ اس کے شکرانے کے طور پر پہلے سے بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کریں۔

اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثمّ آمین

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے
محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ
محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت
منصورہ نصیر

نائبہ سیکرٹری اشاعت
صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن
مہرین شاہد
ضویا سامہ شاہد

پروف ریڈنگ حصہ اردو
عفیفہ نجم
طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنز
فاکہہ چوہدری
فریدہ ظہور
ماہم نعیم

پرنٹنگ
شمسہ خالد

شائع کردہ
شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Baitun Nasr Moské
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
kontakt@ahmadiyya.no

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
حدیث نبوی ﷺ	2
کلام الامام	3
نظم	4
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد	5
صفات باری تعالیٰ	13
حضرت محمد ﷺ پنج وقتہ نماز، تہجّد اور نوافل کیسے ادا کرتے تھے	17
نعتِ رسول ﷺ	20
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام و مرتبہ	21
ضرورۃ الامام	24
فاطمہ الفہری	27
نظم	29
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	30
صحت کارنر	31
پکوان	33
حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا	34
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناروے کی واقفاتِ نو کی کلاس	35
رپورٹ حفظِ قصیدہ واقفات و ناصرات	36
دعائیہ اعلانات	37
ناصرات کارنر	38

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

القرآن الکریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

(الفاتحہ: 1 – 7)

حدیث نبوی ﷺ

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلّی طور پر اپنا سکے۔

(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 40)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا، خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راست باز اس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو، اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لیے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لیے وہ منہ سے ان شاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یک دفعہ گریں گی۔“

(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح صفحہ 23)

ایک اور جگہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”کمال عبد انسان کا یہی ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور جب تک اس مرتبہ تک نہ پہنچ جاوے نہ تھکے نہ ہارے۔ اس کے بعد خود ایک کشش اور جذب پیدا ہو جاتی ہے جو عبادتِ الٰہی کی طرف اسے لے جاتی ہے اور وہ حالتِ سجدہ اس پر وارد ہو جاتی ہے جو یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کی ہوتی ہے“۔

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ 133 ایڈیشن 1984)

حمد ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداءالانوار کا   بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا   کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے   مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف   جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں

ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک   اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص   کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں   کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے، ترے اس حسن کی   ہر گل و گلشن میں ہے، رنگ اس ترے گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے

ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب   ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافرو دین دار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز   جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کے لیے ہم مل گئے ہیں خاک میں   تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا   جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر

خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(از درِّ ثمین، صفحہ 10)

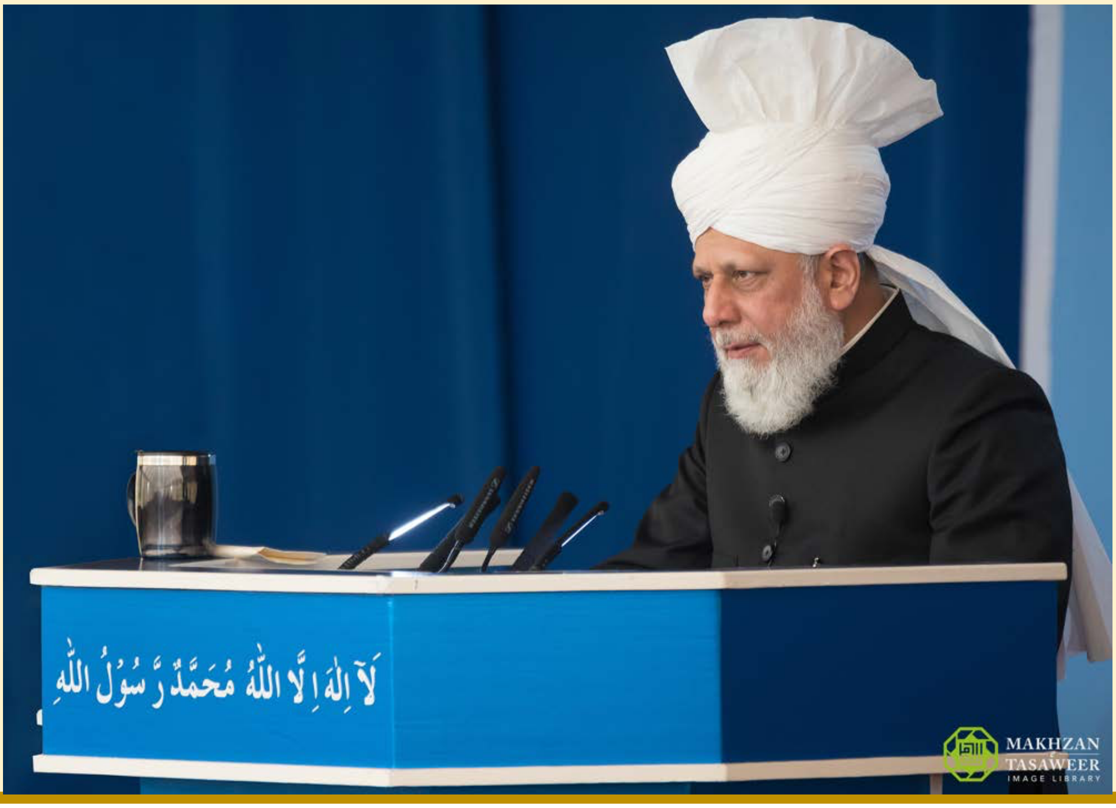

خطبہ جمعہ

بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 2 فروری 2018ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔حٰمٓ ۔تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ۔ (المؤمن:1 – 4)

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ۚ وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ۔ (البقرۃ:256)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حمید ہے مجید ہے۔ صاحبِ حمد صاحبِ مجد۔ اس کتاب کا اتارا جانا اللہ کامل غلبہ والے اور کامل علم والے کی طرف سے ہے جو گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، پکڑ میں سخت اور بہت عطا اور وسعت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دوسری آیت آیۃ الکرسی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

یہ سورۃ المؤمن کی پہلی چار آیات ہیں۔ یہ بسم اللہ سمیت چار آیات ہیں اور ایک آیت جیسا کہ میں نے کہا آیۃ الکرسی ہے جو سورۃ البقرہ کی آیت ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی شان اور عظمت بیان کی گئی ہے۔ ان آیات کی اہمیت کے بارے میں احادیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت حٰمٓ سے لے کر اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ تک پڑھا اور آیۃ الکرسی بھی پڑھی تو ان دونوں کے ذریعہ سے اس کے شام کرنے تک کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے یہ دونوں شام کے وقت پڑھیں تو ان کے ذریعہ اس کے صبح کرنے تک حفاظت کی جائے گی۔ (سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ما جاء فی سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی حدیث 2879)

حٰمٓ جو ہے سورۃ المؤمن کی دوسری آیت ہے۔ پہلی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے۔ رحمٰن اور رحیم کی ترجمہ سے وضاحت ہو گئی۔ پھر حٰمٓ ہے جو حروف مقطعات ہیں۔ یہ جو فرمایا حٰمٓ، یہ حمید اور مجید کے الفاظ ہیں۔ حمید کا مطلب ہے وہ جو تعریف کے قابل اور حقیقی تعریف اس کو زیبا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ ہی ہے جو صاحب حمد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حمد کے لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”واضح ہو کہ حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو اور اپنی مشیّت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور فرمایا اور حقیقتِ حمد کما حقّہ صرف اس ذات کے لیے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدأ ہو اور علیٰ وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے“۔ حمد اس کی کی جاتی ہے، حقیقی حمد کا وہی حقدار ہے جو احسان کسی وجہ سے نہیں، مجبوری سے نہیں کرتا بلکہ بے شمار احسانات کرتا چلا جاتا ہے اور فرمایا کہ ”حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں اور وہی محسن ہے اور اوّل و آخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں اور سب تعریف اسی کے لیے ہے اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اس کے غیروں کے متعلق کی جائے اس کا مرجع بھی وہی ہے“۔ (ماخوذ از اعجاز المسیح مترجم صفحہ 97 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

یعنی اگر کسی غیر کے متعلق حمد کی جاتی ہے تو وہ جو دوسروں کو تعریف کے قابل بنایا ہے یا اس قابل بنایا کہ انہوں نے کوئی ایسا کام کیا جس کی تعریف کی جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں توفیق دی کہ وہ ایسا کام کریں جس سے ان کی تعریف ہو۔

حمد کے لفظ کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی صاحب اقتدار شریف ہستی کے اچھے کاموں پر اس کی تعظیم و تکریم کے ارادے سے زبان سے کی جائے اور کامل ترین حمد ربِّ جلیل سے مخصوص ہے اور ہر قسم کی حمد کا مرجع خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہمارا وہ رب ہے جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا اور ذلیل لوگوں کو عزت بخشنے والا ہے اور وہ محمودوں کا محمود ہے“۔ (کرامات الصادقین مترجم صفحہ 133 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

یعنی وہ ہستیاں جو خود قابل حمد ہیں، وہ سب اس کی حمد میں لگی ہوئی ہیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لفظ حمد کی وضاحت کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ: ”لفظ حمد میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میری صفات سے مجھے شناخت کرو اور میرے کمالات سے مجھے پہچانو۔ میں ناقص ہستیوں کی مانند نہیں بلکہ میری حمد کا مقام انتہائی مبالغہ سے حمد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اور تم آسمانوں اور زمینوں میں کوئی قابلِ تعریف صفات نہیں پاؤ گے جو تمہیں میری ذات میں نہ مل سکیں۔ اور اگر تم میری قابلِ حمد صفات کو شمار کرنا چاہو تو تم ہرگز انہیں نہیں گن سکو گے اگرچہ تم کتنا ہی جان توڑ کر سوچو اور اپنے کام میں مستغرق ہونے والوں کی طرح ان صفات کے بارے میں کتنی ہی تکلیف اٹھاؤ۔ خوب سوچو! کیا تمہیں کوئی ایسی حمد نظر آتی ہے جو میری ذات میں نہ پائی جاتی ہو؟ کیا تمہیں ایسے کمال کا سراغ ملتا ہے جو مجھ سے اور میری بارگاہ سے بعید ہو؟ اور اگر تم ایسا گمان کرتے ہو تو تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور تم اندھوں میں سے ہو“۔ (پس ہر حمد اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے) فرمایا! بلکہ یقیناً میں (اللہ تعالیٰ) اپنی صفات اور اپنے کمالات سے پہچانا جاتا ہوں اور میری موسلا دھار بارش کا پتہ میری برکات کے بادلوں سے ہوتا ہے۔ پس جن لوگوں نے مجھے تمام صفاتِ کاملہ اور تمام کمالات کا جامع یقین کیا اور انہوں نے جہاں جو کمال بھی دیکھا اور اپنے خیال کی انتہائی پرواز تک انہیں جو جلال بھی نظر آیا انہوں نے اسے میری طرف ہی نسبت

دی اور ہر عظمت جو ان کی عقلوں اور نظروں میں نمایاں ہوئی اور ہر قدرت جو ان کے افکار کے آئینہ میں انہیں دکھائی دی انہوں نے اسے میری طرف ہی منسوب کیا۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں جو میری معرفت کی راہوں پر گامزن ہیں۔ حق ان کے ساتھ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں"۔

فرمایا کہ "پس اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت سے رکھے۔ اٹھو! خدائے ذوالجلال کی صفات کی تلاش میں لگ جاؤ اور دانشمندوں اور غور وفکر کرنے والوں کی طرح ان میں سوچ وبچار اور امعان نظر سے کام لو۔ (یعنی گہری نظر سے کام لو۔ کیونکہ حمد کی صفت کا ادراک ہونے سے ہی باقی صفات کا بھی ادراک ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے) فرمایا! اچھی طرح دیکھ بھال کرو اور کمال کے ہر پہلو پر گہری نظر ڈالو اور اس عالم کے ظاہر میں اور اس کے باطن میں اسے اس طرح تلاش کرو جیسے ایک حریص انسان بڑی رغبت سے اپنی خواہشات کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاننے کے لیے، اس کی صفات کو جاننے کے لیے، اس کی حمد کے لیے، راستے تلاش کرنے کے لیے بڑی کوشش کرو۔ ایک حریص انسان کی طرح کوشش کرو) فرمایا! پس جب تم اس کے کمالِ تام کو پہنچ جاؤ، اس کی خوشبو پالو تو گویا تم نے اسی کو پالیا اور یہ ایسا راز ہے جو صرف ہدایت کے طالبوں پر ہی کھلتا ہے۔ پس یہ تمہارا رب اور تمہارا آقا ہے جو خود کامل ہے اور تمام صفاتِ کاملہ اور محامد کا جامع ہے"۔ (ماخوذ از کرامات الصادقین مترجم صفحہ 135 تا 137 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

ساری حمد، ساری تعریفیں یا تعریف کے قابل چیزیں اسی میں جمع ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے صاحبِ حمد ہونے کا یہ ادراک ہے جو ہمیں حاصل ہونا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کو بھی ہم پہچان سکیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجید ہے، صاحب مجد ہے، بزرگی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی وہ بزرگی نہیں ہے جو ہم انسانوں کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ بڑا بزرگ ہے یا بڑی عمر کے لوگوں کو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بزرگ ہو گئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بہت ہی قابلِ تعریف اور بلند شان والا ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ جس کے فیض کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جو دیتا ہے اور دیتا چلا جاتا ہے، کبھی نہیں تھکتا۔ پس آیت پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے صاحبِ مجد ہونے کے یہ معنی سامنے ہونے چاہئیں۔ پہلے حمد کے معنی پھر اس کے مجید ہونے کے معنی۔

پھر فرمایا کہ وہ عزیز ہے یعنی وہ طاقتوں کا مالک ہے، سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ ناقابل شکست ہے۔ اسے شکست دینا ناممکن ہے۔ سب عزتیں اس کی ہیں۔ اس کی قدر وقیمت کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہیں عزیز کے معنی۔

پھر فرمایا وہ علیم ہے یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ اس چیز کا بھی جو ہو چکی ہے اور اس بات کا بھی جو آئندہ ہونے والی ہے۔ جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، جس کا علم مکمل طور پر ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس یہ وہ خدا ہے جس نے یہ کتاب اتاری ہے یعنی قرآن کریم اور جس نے یہ آخری شریعت اتاری ہے۔ اس نے ہر زمانے کی ضروریات کا علم اس میں مہیا کر دیا اور اب ہر قسم کی حفاظت اور غلبہ اس پر حقیقی رنگ میں عمل کرنے سے ہو گا اور ہو سکتا ہے۔

پھر فرمایا وہ غَافِرِ الذَّنۡبِ ہے۔ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پس اس کے آگے جھکتے ہوئے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بہت جگہ وضاحت فرمائی ہے کہ اپنے گناہوں کی ہمیشہ بخشش مانگتے رہنا چاہیے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ عارضی ہوتی ہے۔ یعنی کوئی بھی دینی روحانی روشنی عطا ہوتی ہے تو وہ عارضی ہوتی ہے۔ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنے کے لیے استغفار کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ چھن جاوے۔ فرمایا! استغفار کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے اور زیادہ اور ملے۔ فرمایا! اس کی تحصیل کے لیے (اسے حاصل کرنے کے لیے) پنجگانہ نماز بھی ہے۔ مغفرت کو حاصل کرنے کے لیے، اس نور کو حاصل کرنے کے لیے نماز بھی اسی کا حصہ ہے کیونکہ نماز میں بھی انسان گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ معافی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بخشش مانگتا ہے۔ فرمایا! تا کہ ہر روز دل کھول کھول کر خدا تعالیٰ سے مانگ لیوے۔ جسے بصیرت ہے وہ جانتا

ہے کہ نماز ایک معراج ہے اور وہ نماز ہی کی تضرّع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض سے رہائی پا سکتا ہے"۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 124-125۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لیے دعاؤں کی ضرورت ہے اور دعاؤں میں استغفار کی ضرورت ہے اور نماز بھی اسی کا حصہ ہے۔ پس جب ان آیات کا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو صرف پڑھنے سے کچھ نہیں ہو گا بلکہ عملی حالت بھی بہتر کرنی ہو گی۔ اپنی طرف توجہ رکھنی ہو گی کہ کس طرح ہم نے استغفار کرنی ہے، کس طرح ہم نے اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ پھر ہماری بھی حفاظت ہو۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استغفار کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ: "استغفار کے یہی معنی ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو اور گناہوں کے کرنے والی قوّت ظہور میں نہ آوے یعنی وہ گناہ جس چیز سے سرزد ہو سکتے ہیں وہ موقع ہی نہ پیدا ہو اور وہ طاقت ہی پیدا نہ ہو۔ فرمایا! انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اس واسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوّت ظہور میں نہ آوے اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنی بھی لیے جاویں گے (عام آدمی کے لیے استغفار کے معنی یہ بھی ہیں) کہ جو جرائم اور گناہ ہو گئے ہیں ان کے بد نتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کر دے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔ فرمایا! بہر حال یہ انسان کے لیے لازمی امر ہے وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ فرمایا! یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں۔ (پس جب انسان مشکلات میں گرفتار ہوتا ہے یا احمدیوں پر مشکلات ہیں تو دعاؤں کی طرف توجہ ہونی چاہیے اور استغفار کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیے) فرمایا! مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا۔ سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی مگر جو استغفار کا مطلب اور معنی پوچھو تو بس کچھ نہیں۔ ہکّا بکّا رہ جاویں گے۔ انسان کو چاہیے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے۔ فرمایا! خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ (اگر دل میں بھی استغفار سے وہ نرمی اور رقّت اور جوش پیدا نہیں ہوتا اور خوف اور اللہ تعالیٰ کی خشیّت پیدا نہیں ہوتی تو اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ دل میں جوش پیدا ہونا چاہیے)

فرمایا! یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہییں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے، زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں (فضول ہیں) ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقتِ بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم سے وہ بلا ٹل جاتی ہے۔ (یہ نہیں کہ مصیبت آگئی، مشکل آگئی، تکلیف آگئی، تب دعائیں مانگو۔ اس سے پہلے ہی دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔ تو فرمایا خداوند رحیم و کریم ان بلاؤں کو پھر ٹال دیتا ہے) لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہیے اور بہت استغفار کرنا چاہیے۔ اس طرح سے خدا ابلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔ فرمایا! ہماری جماعت کو چاہیے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے (فرق ہونا چاہیے کوئی) اگر کوئی بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا۔ اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بد سلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ چاہیے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ

نہیں رہا جو پہلے تھا۔ فرمایا! خوب یاد رکھو کہ صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑے گا۔ آنحضرت ﷺ کا کتنا بڑا رعب تھا۔ ایک دفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت ﷺ بد دعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بد دعا نہ کریں۔ سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہیے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لیے کیا جاوے۔ تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا"۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 372 تا 374۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس استغفار کرنے اور اس کی روح کو سمجھنے کا ادراک پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ذکر، اذکار، دعائیں اس وقت کام آتی ہیں جب ساتھ ساتھ عملی حالت بھی بہتر کرنے کی کوشش ہو۔ لوگ کہتے ہیں کوئی چھوٹی سی دعا بتا دیں ہم پڑھتے رہیں۔ چھوٹی سی دعائیں بھی تب فائدہ دیتی ہیں جب فرائض بھی ادا ہو رہے ہوں۔ نمازیں پڑھیں۔ نمازیں بھی وقت پر ادا ہو رہی ہوں اور پابندی سے ادا ہو رہی ہوں اور شوق سے ادا ہو رہی ہوں تو تبھی ذکر بھی کام آئیں گے۔

پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت بیان فرمائی کہ وہ قَابِلِ التَّوْبِ ہے کہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ توبہ کے معنی ہیں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا۔ پس جب انسان اس عہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کہ میں آئندہ سے گناہ نہیں کروں گا اور ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس جذبے اور ارادے سے اپنی طرف آنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بھی ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے: "وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک ہے؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھویا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہو گا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضبِ الٰہی سے نجات دے دے۔ توبہ کرنے والا گناہ گار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرۃ: 223)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہ پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ (حقیقی توبہ وہی ہے جس کے ساتھ حقیقی پاکیزگی بھی ہو۔ ارادہ انسان پکا کرے کہ میں نے آئندہ سے گناہ نہیں کرنا۔ پس جب یہ ہو گا، پاکیزگی اور طہارت ہو گی تو تبھی توبہ بھی قبول ہو گی) فرمایا! ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری شرط ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بد کرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہدِ صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لیے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بد عملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا اور اس طرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی"۔

فرمایا کہ "تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے اور اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصود کو پا لے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہو گی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ احادیث اور کتب سابقہ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکل کر توبہ کے ذریعہ نئی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرف سے اس کے قریب ہو، عذابِ الٰہی اس کے کھا جانے کو تیار ہو کہ وہ یکا یک اب بدیوں اور بدکاریوں سے جو بُعد اور ہجر کا موجب تھیں توبہ کر کے خدا تعالیٰ کی طرف آ جاوے۔ وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اس کے بندہ سے کوئی غلطی اور

کمزوری بھی ظاہر ہوئی ہے پھر بھی وہ توبہ کر کے امن میں داخل ہو۔ پس یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے اور سب ایّام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے یہ دن (جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا (یعنی بیعت کا دن) کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں) یوم توبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیے گئے اور وہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ کے نیچے آگیا ہے۔ گویا کہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو بلکہ عمل کے نیچے آجاوے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دیے جاویں بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔"

فرمایا: دیکھو! انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا سا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے۔ وہ شخص نسلاً بعد نسلٍ تلاش حریف میں رہتا ہے کہ موقع ملے تو بدلہ لیا جاوے لیکن اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم و کریم ہے، انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی نسلوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا اور تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ رحیم و کریم خدا ستّر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ نہیں۔ وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رساں اور نفع بخش ہے اور اس کو وہ لوگ محسوس کرتے ہیں جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو"۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 148 تا 150۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ حقیقی توبہ ہے جو پھر حفاظت کے انتظام کرتی ہے۔ اگر یہ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ وہ شَدِیْدُ الْعِقَاب بھی ہے۔ یعنی انسان جب اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔

اور پھر فرمایا وہ ذِی الطَّوْلِ ہے۔ وہ بہت دینے والا ہے۔ وہ فائدہ پہنچانے کی انتہا کر دیتا ہے۔ اس کی جو عطا ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے کیونکہ اس کے پاس طاقت ہے۔ وہ سب کچھ عطا کر سکتا ہے کیونکہ اس کے خزانے لامحدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری ان صفات کو یاد رکھو تو ہمیشہ تم فیض پاتے رہو گے جس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے جو اتنی طاقت رکھتا ہو اور ہم نے اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اسی کی طرف جانا ہے۔ پس جب یہ احساس رہے گا کہ آخر کار لوٹنا خدا کی طرف ہے تو پھر نیکیاں کرنے اور اس کے حکموں پر چلنے کی طرف توجہ رہے گی اور جب یہ حالت ہو تو پھر خدا تعالیٰ یقیناً حفاظت فرماتا ہے۔

پھر دوسری آیت جس کی طرف آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر اس طرف بھی توجہ دلائی ہے جو آیۃ الکرسی کے بارے میں ہے۔ حدیث میں ذکر ملتا ہے یہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآن کریم کا کوہان سورۃ البقرۃ ہے اور اس میں ایک ایسی آیت ہے جو قرآن کریم کی سب آیتوں کی سردار ہے اور وہ آیت الکرسی ہے۔ (سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل سورۃ البقرۃ آیۃ الکرسی حدیث 2878)

اس کی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: " اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ یعنی وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذّات وہی خدا ہے۔ پس جب کہ وہی ایک زندہ ہے اور وہی ایک قائم بالذات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اس کے سوا زندہ نظر آتا ہے وہ اس کی زندگی سے زندہ ہے اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قائم ہے وہ اسی کی ذات سے قائم ہے"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 120)

پھر مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کیے ہیں۔ اَلْحَیُّ اور اَلْقَیُّوْمُ۔ اَلْحَیُّ کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ اَلْقَیُّوْمُ خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر

ایک چیز کا ظاہری، باطنی قیام اور زندگی انہی دو صفات کے طفیل سے ہے۔ پس حَیٌّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔(یہ غور طلب ہے) جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ہے اور اَلۡقَیُّوۡمُ چاہتا ہے کہ اس کا سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔ (زندہ رہنا ہے۔ روحانی طور پر بھی زندہ رہنا ہے اور حَیٌّ صفت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کی عبادت کرنا ضروری ہے اور عبادت کے لیے مدد بھی اس سے مانگنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم عبادت کرنے والے ہوں) فرمایا کہ حَیٌّ کا لفظ عبادت کو اس لیے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا۔ جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ اس لیے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 217۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

استغفار کے مضمون کی وضاحت پہلے تفصیل سے ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیض کی روشنی کو مسلسل جاری رکھنے کے لیے استغفار کی ضرورت ہے اور یہ استغفار ہی عبادت ہے اور اس سے طاقت عطا ہوتی ہے۔

پھر آیۃ الکرسی میں جو شفاعت کا مضمون بیان ہوا ہے اس کو بیان فرماتے ہوئے یہ نکتہ آپ نے بیان فرمایا کہ ہر انسان دوسرے کے لیے جب دعا کرتا ہے تو یہ بھی ایک طرح کی شفاعت ہے اور یہ ایک مومن کی صفت ہونی چاہیے جو ہمیشہ وہ کرتا رہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی۔(اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے) قرآن شریف کی رُو سے شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لیے دعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے یا کوئی بلا ٹل جائے۔ فرمایا! پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لیے دعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو۔ یہی حقیقت شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لیے بے شک دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوّت دے اور ان کی بلا دور کرے اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے"۔ (نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 463)

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اس لیے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لیے دعا کرنے میں لگے رہو اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جب کہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لیے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لیے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو۔ فرمایا! بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لیے دعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں"۔ (نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)

یہ ایک نکتہ ہے جسے آیۃ الکرسی پڑھتے وقت ہم سامنے رکھیں تو بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لیے جذبات بڑھیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے جب ہمیں یہ پڑھنے کی تلقین فرمائی تو اس میں ایمان لانے والوں کے آپس کے ہمدردی کے تعلقات قائم کرنے کے لیے بالخصوص ارشاد ہے اور بنی نوع انسان کے لیے بالعموم توجہ دلائی ہے کہ ہر ایک کے لیے ہمدردی کا جذبہ تمہارے دل میں ہونا چاہیے لیکن بدقسمتی ہے کہ مسلمان آج کل آپس میں ہی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔ بہر حال یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ حقیقی شفاعت کا حق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا اور اس کے نظارے آپ ﷺ کی زندگی میں ہم نے دیکھے۔ چنانچہ اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "آخرت کا شفیع وہ ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو۔ سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰؑ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع

ثابت ہوتا ہے کیونکہ بارہا اس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔ اس کی توریت گواہ ہے۔ اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا اجلیٰ بدیہیات معلوم ہوتا ہے۔ (یعنی بہت واضح اور صاف طور پر، روشن طور پر نظر آتا ہے) کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھادیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پائی تھی، ایسے موحد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانے میں نہیں ملتی۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے خدا کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر مسیح ابن مریم میں یہ تمام ثبوت کیونکر اور کہاں سے مل سکتے ہیں۔ فرمایا! ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست شہادت کیا ہوگی کہ ہم اس جناب کے واسطے سے جو کچھ خدا سے پاتے ہیں ہمارے دشمن وہ نہیں پاسکتے۔ اگر ہمارے مخالف اس امتحان کی طرف آویں تو چند روز میں فیصلہ ہو سکتا ہے"۔ (عصمتِ انبیاء، روحانی خزائن جلد18 صفحہ 699-700)

پھر آیۃ الکرسی کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی جو دو صفات بیان کی گئی ہیں یعنی عَلِیٌّ۔ انتہائی بلند شان والا اور اس سے بلند کسی کی شان نہیں۔ وہی زمین و آسمان کا مالک ہے اور وہ عظیم ہے۔ اس کی عظمت اور بڑائی اور بلند شان کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی بلند شان ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے دائرے اور احاطے سے باہر نہیں ہے۔ عَلِیٌّ ہونا یہ اس کی بلند شان ہے اور عظیم ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عظمت اور بڑائی اور بلند شان کا مقام ہے جس تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ یہ عظیم ہونے کے معنی ہیں اور عظیم ہونے کے یہ بھی معنی ہیں کہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے دائرے اور احاطے سے باہر نہیں ہے۔ یہ ہے اس کی عظمت اور بلندی۔

اس آیت کے آخری حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ کی کرسی کے بارے میں یہ آیت ہے **وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ**۔ یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں اور وہ ان سب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ ان کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے اور وہ نہایت بلند ہے۔ کوئی عقل اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی اور وہ نہایت بڑا ہے۔ اس کی عظمت کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ یہ ہے ذکر کرسی کا اور یہ محض ایک استعارہ ہے جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ زمین و آسمان سب خدا کے تصرّف میں ہیں اور ان سب سے ان کا مقام دور تر ہے اور اس کی عظمت ناپیدا کنار ہے۔" (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 118 حاشیہ)

پس یہ وہ عظیم خدا ہے جس کی عظمت کا کوئی کنارہ نہیں ہے اور جس کی حدود لا محدود ہیں۔ اس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے اور ہر چیز اس کے احاطے میں ہے۔ ہر چیز کو اس نے گھیرا ہوا ہے۔ پس جب انسان کو ان باتوں کی سمجھ ہوگی اور یہ سمجھ کر انسان آیات پڑھے تو تبھی اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آسکتا ہے۔ اس کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی چاہیے۔ اور جب یہ حقوق ادا ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی پھر حفاظت فرماتا چلا جاتا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جسے ہمیں اپنے سامنے رکھتے ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا، تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی بھی ضرورت ہے اور وہ فہم اور ادراک حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے جو ان آیتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کریم نے اس کی وضاحت کئی جگہ پر کی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا۔ اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء تا 01 مارچ 2018ء)

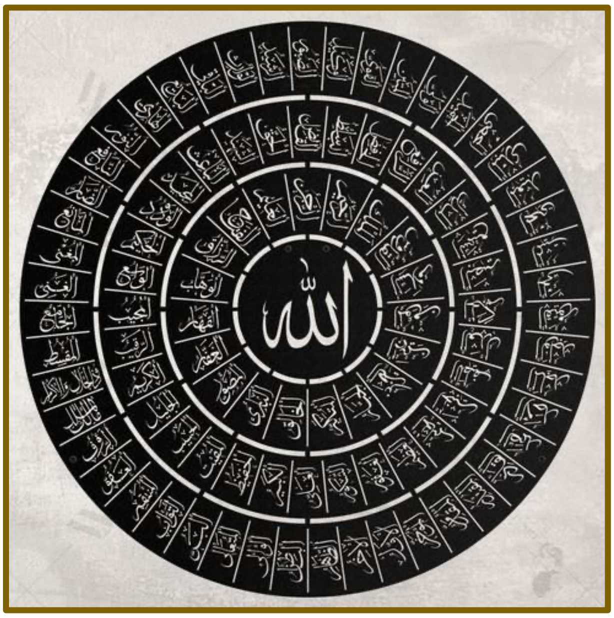

صفات باری تعالیٰ

(سعدیہ جاوید ۔ مجلس نصر)

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پاک کلام کی ہر ایک آیت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا پتہ دے رہی ہے۔ کائنات کا تمام نظام صفاتِ باری تعالیٰ سے پھوٹتا ہے اور کوئی بھی قانون قدرت ایسا نہیں جس کا کسی اسم الٰہی یا صفت الٰہی سے تعلق نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا علم ہونا بہت ضروری ہے تا کہ انسان جان سکے کہ جس ہستی پر وہ ایمان لایا ہے اور جس کی توحید کا وہ اقرار کرتا ہے وہ کس قدر طاقتوں اور قدرتوں کی مالک ہے۔ اسلام میں خدا تعالیٰ کی ایسی صفات بیان کی گئی ہیں کہ اگر تمام دنیا مل کر بھی میرے پیارے خدا میں نقص نکالے تو بھی نہ نکال سکے گی سوائے اس کے کہ اسے اپنے ہی منہ کی کھانی پڑے گی۔

اللہ خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح کی رُو سے اللہ اس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں اپنے پورے حسن اور احسان کے ساتھ کمال کو پہنچی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”جس خدا کو منوانا چاہتا ہے وہ تمام نقائص سے منزّہ اور تمام صفاتِ کاملہ سے موصوف ہے کیونکہ اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ کا نام خدا تعالیٰ کے لیے اسم اعظم ہے“۔ (تفسیرِ قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد اوّل صفحہ 64)

خدا تعالیٰ کے صفاتی ناموں کی تعداد کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ”خدا تعالیٰ کے 99 نام نہیں بلکہ اس کے 99 ہزار میں بھی ختم نہیں ہوں گے۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ صوفیاء یا گزشتہ انبیاء نے ذہن نشین کرنے کے لیے یہ اصطلاح وضع کر دی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اگر موٹے موٹے نام بھی گنے جائیں تو ننانوے سے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر نام در نام آجاتے ہیں، پھر ان کی تشریح آجاتی ہے اس طرح یہ نام کئی ہزار کئی لاکھ تک جا پہنچتے ہیں“۔ (تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات صفحہ 104)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں ”سورۃ فاتحہ میں اس خدا کا نقشہ دکھایا گیا ہے جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے اور جس کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی چار صفات کو ترتیب وار بیان کیا ہے جو **”امہات الصفات“** کہلاتی ہیں اور وہ یہ ہیں ربّ العالمین، الرحمٰن، الرّحیم، مالک یوم الدّین“۔ (تفسیر قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ 111)

یعنی تمام صفاتِ باری تعالیٰ کا سرچشمہ یہ چار **اُمہات الصفات** ہیں۔ ذیل کے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ امہات الصفات کی ترتیب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ بیان کی جائیں گی۔ امہات الصفات میں پہلی صفت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بیان فرمائی ہے وہ ربّ العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا رب، خواہ وہ عالم ارواح سے ہو یا عالم اجسام سے، اور وہ زمینی مخلوق ہو یا دیگر اجرام فلکی ہوں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ بھی قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ”خدا ہر ایک چیز کا رب ہے“۔ (سورۃ الانعام:165)

الرَّب: یعنی پیدا کرنے کے بعد اس کی طاقتوں کو تدریجی طور پر بڑھاتے چلے جانا اور کمال تک پہنچانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کے لفظ کے بارے میں فرماتے ہیں ”اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانے تک اور نہ کسی خاص ملک تک۔ اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں۔ خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہے“۔ (تفسیر قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ 100)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں فرمایا ”حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربّ العالمین کی وضاحت کرتے ہوئے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہر چیز کی کنہ اور حقیقت اس پر واضح ہے۔ دنیا کی کوئی چیز نہیں جس کی ابتداء اور انتہاء یکساں ہو بلکہ ادنیٰ سے ترقی کر کے اعلیٰ کی طرف جاتی ہے اور پھر ایک حد تک پہنچ کر دوبارہ زوال شروع ہو جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس میں کوئی تغیّر نہیں“۔ (خطبہ جمعہ 17 نومبر 2006ء)

الخَالِق: ہر ایک چیز کو کامل حکمت کے ساتھ پیدا کرنے والا۔ کائنات میں جہاں کہیں بھی زمین پائی جاتی ہے اور وہاں اگر زندگی موجود ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کا بھی خالق ہے۔ خالق کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ مختلف چیزوں کو اپنی اپنی جگہ پر رکھنا۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کائنات کا ایک ایک ذرّہ اس بات کا شاہد ہے۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”خبردار پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے“۔ (الاعراف:55)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ایسے طور سے کسی چیز کو پیدا کرے کہ پہلے وہ چیز کسی اور صورت میں اپنا وجود رکھتی ہو تو اس طرزِ پیدائش کا نام خَلق ہے“۔ (تفسیر قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 180)

البَارِی، المُعِید: بنانے والا، پیدائش دینے والا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”**البَارِی** کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے مختلف ظہور شروع کرتا ہے اور پھر وہ ایک ایسا قانون مقرّر کر دیتا ہے کہ وہ چیز اپنی نسل کی تکرار کرتی چلی جاتی ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کا نام **المُعِید** ہے“۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 467)

المُصَوِّر: صورت گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **المُصَوِّر** کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک خاص شکل دی ہے جو اس کے مناسب حال ہے۔ صرف کسی چیز کے اندر کسی خاصیت کا پیدا کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اسے مناسب حال شکل دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ایسی شکل میں پیدا ہونا بھی کہ وہ اپنے کام کو سرانجام دے سکے ضروری ہوتا ہے۔ پس اس صفت کے اظہار کے لیے خدا تعالیٰ کا ایک نام **المُصَوِّر** ہے۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 467)

الخَلَّاق: بہت بڑا اندازہ کرنے والا اور خلق پر خلق کرنے والا۔ قرآن کریم میں آتا ہے: **اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِیْمُ**۔ (الحجر:87) وہ بہت پیدا کرنے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ یعنی ربوبیت عالمین کے جلوے اس کی خالقیت اور علیمیت کے ذریعہ ظاہر ہو رہے ہیں۔

الصَّانِع: بنانے والا ترکیب دینے والا۔ صانع حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی صفت بے نقص ہے۔ ہر چیز کی بناوٹ سے اس کی ربوبیت نظر آ رہی ہے کہ اس نے کتنی مکمل اور بھلی بناوٹ بخشی ہے۔

الفَاطِر: کسی چیز کو پھاڑ کر اس میں سے مادہ نکالنا۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”پس فاطر کی صفت سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مادہ پیدا کیا اس کے اندر اس نے مخفی ارتقاء کی طاقتیں رکھی ہیں اور اپنے وقت پر وہ پردے جو ان طاقتوں کو دبائے ہوئے تھے ان کو اس نے پھاڑ دیا جیسے بیج کے اندر پودا یا درخت بننے کی خاصیت ہوتی ہے مگر وہ ایک خاص حالات کا منتظر رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سب کچھ یکدم نہیں پیدا کر دیا بلکہ دنیا کو ایک قانون کے مطابق پیدا کیا ہے“۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 466)

العَالِم: نہایت درجہ علم رکھنے والا، دائمی علم رکھنے والا۔ علم کامل ربوبیت کے لیے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کامل علم کی بناء پر عالم میں ہر ایک کی ربوبیت کر رہا ہے۔ وہ خالقِ کُل ہے اس لیے عالم بھی ہے۔

الرَّزَّاق: رزق دینے والی ذات، تمام مخلوقات کو رزق دینے والا۔ خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کو مناسبِ حال اور موافق حکمت رزق پہنچاتا ہے۔

البَاعِث: مردوں کو اٹھانے والا، یعنی جب انسانوں پر روحانی طور پر موت طاری ہو جائے تو اپنے پیغمبر بھیج کر زندہ کرنے والا۔

الهَادِي: ہدایت دینے والا، کامیاب کرنے والا۔ ”اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے“۔ (البقرة:214)

المُدَبِّر: تدبیر کرنے والا۔ یعنی اس طور پر کام کو سرانجام دینے والا کہ جن کا انجام نیک ہو اور نتیجہ کے اعتبار سے بھی احسن ہو۔ ہر ایک کام کے آخری نتیجہ پر نظر رکھنے والی ہستی کا نام مُدَبِّر ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے ”وہ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کرتا ہے“۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہمیں کائنات میں جگہ جگہ نظر آ رہی ہے۔

الاَکرَم: معزّز، ہر قسم کی بزرگیوں اور بڑائیوں کا سرچشمہ۔

الغَفَّار: بہت بخشنے والا، معاف کرنے والا، اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔

الحَيُّ القَيُّوم: خود زندہ اور دوسرں کی زندگی کا باعث، خدا تعالیٰ کی ذات ازلی اور ابدی طور پر زندہ ہے۔ قائم رہنے والا اور دوسروں کے قیام کا ذریعہ اور ان کی حفاظت کرنے والا، ہر چیز کو طاقت عطا کرنے والا جس سے وہ چیز قائم رہ سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”حَیّ کے یہ معنی ہیں کہ خود بخود زندہ اور دوسری چیزوں کو زندگی بخشنے والا اور **قیوم** کے یہ معنی ہیں کہ اپنی ذات میں آپ قائم اور اپنی پیدا کردہ چیزوں کو اپنے سہارے باقی رکھنے والا“۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 2 صفحہ 350)

الفَالِق: ظلمت کے بعد روشنی پھیلانے والا، بیجوں اور گٹھلیوں کو نشوونما دینے والا۔

المُبْدِي: پہلی بار پیدا کرنے والا۔

المُقِيت: مخلوقات کو روزی پہنچانے والا۔

الجَبّار: اصلاح کرنے والا، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا، سنوارنے والا۔

المُحْصِي: گنتی والا، ہر چیز کا احاطہ علم میں لانے والا۔ "وہ جو ہر چیز کو گن کر رکھتا ہے"۔ (الجن :29)

ذُوالجَلال وَ الاِكرَام: بزرگی اور عزّت والا۔ رب کا نام بہت برکتوں والا ہے وہ تمام بزرگیوں اور عزّتوں والا ہے اور تمام عزّتوں کا سرچشمہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ان بندوں کو خاص طور پر اپنی اس صفت سے حصہ عطا کرتا ہے جو اس کی رضا چاہتے ہوئے اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں۔

الرَّشِيد: رشد والا، اسلام کو پسند کرنے والا، ہدایت دینے والا۔

المُحْيِي: مخلوق کو زندگی عطا کرنے والی ہستی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وہ کیسے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یقیناً وہ ہی ہے جو مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے"۔ (الروم :51)

یعنی خدا تعالیٰ نے جہاں اپنی ربوبیت کی صفت کے تحت آسمان سے پانی برسا کر زمین پر زندگی قائم کی وہیں روحانی طور پر بھی اپنے رسول بھیج کر روحانی مردوں کو زندہ کیا۔

المُغْنِي: اپنی مخلوق کو مالدار کرنے والا۔ وہ اپنے فضل سے تنگدست کو مالدار بنا سکتا ہے۔ صحابہؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہمارے سامنے ہے اور اس کے فیض کا سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔ "خزانے کبھی اس کے ہوتے نہیں کم"۔ (کلام محمود)

العَزِيز، الغَالِب: کامل غلبہ والا، فتح و نصرت عطا کرنے والا، سب سے بالا دست۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی اس صفت کا اظہار اپنے رسولوں کے ذریعہ سے کیا ہے۔ تمام انبیاء کو خدا تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابل پر غلبہ عطا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی جماعت کو یہ ہی خوش خبری دی کہ "تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا"۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 26)

ذُوالطَّول: بڑے مقدور والا اور صاحبِ خیرِ کثیر۔ یہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کے پھیلاؤ کا احاطہ ممکن نہیں۔

ذُوالمَعَارِج: ہر قسم کی بلندیوں کا مالک۔ یوں تو بلندی و پستی اس کی تخلیق ہے مگر بلندیوں کو تو اس نے مومنوں کے مقدّر میں کر دیا ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

حضرت محمد ﷺ پنج وقتہ نماز، تہجّد اور نوافل کیسے ادا کرتے تھے

(سارہ نورالعین – مجلس نور)

نبوّت کے آغاز میں ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کا طریق اور پانچوں نمازوں کی امامت کرواکے نماز کا طریق اور اوقات سمجھا دیے تھے اور پھر آپ ﷺ نے تادمِ آخر پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کے حکم کی تعمیل کا حق ایسا ادا کر کے دکھایا کہ خود خدا نے گواہی دی کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (سورۃ الانعام:163)

یعنی آپ ﷺ کی نمازیں اور عبادتیں، آپ ﷺ کا مرنا اور جینا محض اللہ کی خاطر ہو چکا ہے۔

نماز باجماعت کا سلسلہ جو دو وفاشعار ساتھیوں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شروع ہوا تو پھر عمر بھر سفر و حضر، بیماری و تندرستی، امن و جنگ، غرض ہر حالت میں اس فریضے کی بجاآوری میں آپ ﷺ نے کبھی کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی۔ آنحضرت ﷺ کو نماز سے ایسی محبت اور لگاؤ تھا کہ آپ ﷺ نے سب سے افضل عمل وقت پر نماز کی ادائیگی کو قرار دیا اور رات کی عبادت تو رسول اللہ ﷺ کی روح کی غذا تھی۔ فرمایا کہ اللہ نے ہر نبی کی ایک خواہش رکھی ہوتی ہے اور میری دلی خواہش رات کی عبادت ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی باب سعید بن جبیر عن ابن عباس)
(خطبہ جمعہ 18 فروری 2005ء)

نبی اکرم ﷺ کی عبادت میں ایک قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی فرض نمازیں نسبتاً مختصر ہوتیں تاکہ کمزور، بیمار، بچے، بوڑھے اور مسافر کے لیے بوجھ نہ ہو لیکن تنہائی میں تو آپ ﷺ کی نفل نماز کی شان بہت نرالی ہوتی۔ فرماتے تھے کہ نوافل کے ذریعے بندہ بدستور اللہ کے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا اس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز کے بارہ میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ**۔ یعنی میرا حال کیا پوچھتے ہو۔ میرا حال یہ ہے کہ میری آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے، میری روح کو سکون ملتا ہے تو ان لمحات میں جن میں میں اپنے مولیٰ کے حضور نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں۔ (الشفاء لقاضی عیاض) (شمائل محمد ﷺ صفحہ نمبر 20)

طبیعت ہر وقت نماز کے لیے بے چین رہتی۔ دل مسجد میں ہی اٹکا رہتا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کرتے تھے "اے بلال! نماز کی اطلاع کر کے ہمیں خوشی پہنچاؤ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اول حدیث نمبر 364) (شمائل محمد ﷺ۔ صفحہ نمبر 20)

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان بھی دے دی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسی لمحہ وہ چھری جس سے بھنا ہوا گوشت کاٹ کر تناول فرما رہے تھے، ایک

طرف رکھ دی اور فوراً نماز کے لیے تشریف لے گئے حالانکہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہوا ہے کہ اگر سامنے کھانا ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو کھانا پہلے کھالو۔ یہ نہ ہو کہ نماز میں کھانے کا خیال آتا رہے۔ لیکن خدا کی محبت اور عشق اور وفا اتنا غالب تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے لیے یہ گوارا نہ کیا کہ نماز کو مؤخّر کر دیا جائے اور کھانے کو مقدّم۔

آپ ﷺ کی عبادت کے انداز اور طریق بھی دلفریب ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ ”آپ ﷺ کی نماز کے حسن اور طوالت کا کیا کہنا۔ آپ ﷺ نمازِ تہجّد گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے مگر وہ اتنی لمبی، پیاری اور حسین نماز ہوتی کہ اس کی حسن و خوبصورتی کے متعلق مت پوچھو۔“ (بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی۔ حدیث نمبر 1147) (خطبہ 18 فروری 2005)

جب کسی نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کیسی ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی قرأت کیسی ہوتی ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا تم کیا جانو آپ ﷺ کی نماز کا انداز۔ آپ ﷺ نماز پڑھتے اور سو جاتے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اور پھر سو جاتے۔ کچھ دیر کے بعد پھر اٹھتے اور نماز پڑھتے اور آپ ﷺ کی قرأت بھی صاف ہوتی۔ ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح جدا جدا ہوتا۔ (ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء) (خطبہ 18 فروری 2005ء)

ان شب بیداریوں کے بعد بھی جب آپ ﷺ سوتے تو دل خدا میں ہی اٹکا رہتا۔ جیسا کہ فرمایا ”میری آنکھیں تو بے شک سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے۔“ (بخاری کتاب التہجد۔ شمائل محمد ﷺ، صفحہ 24)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز کے التزام کی بابت فرماتی ہیں کہ نمازِ تہجّد آپ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑی۔ ہاں اگر کبھی بیماری یا اشد مصروفیت کی وجہ سے رات کو نہ پڑھ سکے تو دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرماتے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نمازِ تہجّد پڑھی۔ آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد سورۃ آلِ عمران شروع فرمائی اور اس کے بعد سورۃ النساء پڑھی۔ اتنی طویل نماز میں آپ ﷺ کی قرأتِ قرآن کا انداز بھی نہایت دلنشیں تھا۔ پھر آپ ﷺ جب تسبیح والی آیت سے گزرتے تو سبحان اللہ کہتے، اگر کوئی عطا کیے جانے یا مانگے جانے کی دعا ہے تو سائل بن کر دعا کی۔ اگر کسی چیز سے پناہ مانگے جانے کا اشارہ ہے تو پناہ مانگی۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام جتنا لمبا تھا اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی قریباً آپ ﷺ کے قیام جتنا ہی لمبا تھا۔ (شمائل محمد ﷺ صفحہ 27)

اسی لیے روایتوں میں آتا ہے کہ کھڑے کھڑے آپ ﷺ کے پاؤں سوج جایا کرتے اور متورّم ہو کر پھٹ جایا کرتے تھے۔

سجدہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے شبہ ہوا کہ کہیں حضور ﷺ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد نہ کر دی ہو۔ بے چینی سے اٹھی، پاؤں کو ہاتھ لگایا تو تسلی ہوئی۔ حضور ﷺ اس سجدہ میں یوں دعا گو تھے ”اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ پس مجھے معاف کر دے“۔

روایت میں آتا ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے شدّتِ گریہ وزاری کے باعث آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چکّی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔
(سنن ابی داود کتاب الصلوۃ باب البکاء فی الصلوۃ۔ خطبہ جمعہ 18 فروری 2005)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز اٹھ رہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔(سنن نسائی، کتاب السھو۔ باب البکاء فی الصلوۃ۔ حدیث 1213) (خطبہ جمعہ 18 فرورہ 2005ء)

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ آنحضور ﷺ کی کوئی غیر معمولی بات بتائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی یاد سے بے تاب ہو کر رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آپ ﷺ کا تو ہر کام ہی غیر معمولی اور دلربا ہوا کرتا تھا۔ ایک رات جب میرے ہاں آپ ﷺ کی باری تھی۔ سخت سردیوں کی رات تھی۔ میرے پاس آپ ﷺ تشریف لائے۔ میرے ساتھ میرے لحاف میں لیٹے اور لیٹنے کے تھوڑی ہی دیر بعد فرمایا کہ اے عائشہ کیا آج کی رات تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اپنے رب کی عبادت کرلوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو آپ ﷺ کا قرب اور آپ ﷺ کی رضا محبوب ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ تب آپ ﷺ اٹھے، وضو کیا، نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آنسو آپ ﷺ کے سینہ پر گرنے لگے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے لگے اور اس قدر روئے کہ زمین تر ہوگئی۔ اتنے میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی اذان دینے کے بعد آئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو یوں گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے۔
اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (تفسیر روح البیان زیر سورہ آل عمران آیت 192-191) (خطبہ جمعہ 18 فروری 2005)

خدا تعالیٰ کی عبادت کے سامنے آپ ﷺ نے اپنی صحت کی بھی کبھی پرواہ نہیں کی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ احد کی شام جب آپ ﷺ زخموں سے نڈھال تھے اور آپ ﷺ کا بہت سا خون بہہ چکا تھا، علاوہ ازیں 70 صحابہؓ کی شہادت کا زخم اس سے کہیں بڑھ کر اعصاب شکن تھا، اس روز بھی آپ ﷺ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کی آواز پر نماز کے لیے اسی طرح تشریف لائے جس طرح عام دنوں میں تشریف لاتے تھے۔

آخری ایّام میں بھی آپ ﷺ کو اگر کسی چیز کی فکر لاحق تھی تو وہ نماز تھی۔ پیارے آقا شدید بخار میں مبتلا تھے مگر گھبراہٹ کے عالم میں بھی بار بار پوچھتے، کیا نماز کا وقت ہوگیا اور پھر آپ ﷺ دو اصحاب کے کندھوں سے سہارا لے کر مسجد تشریف لے گئے، اس حال میں کہ شدّت درد کی وجہ سے آپ ﷺ کے قدم زمین سے گھسٹتے جاتے تھے۔ (بخاری)

آنحضرت ﷺ کی آخری وصیّت اور آخری پیغام جب آپ ﷺ جان کنی کے عالم میں تھے اور سانس اکھڑ رہا تھا، یہ تھا کہ ”نماز اور غلام کے حقوق کا خیال رکھنا۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا) (شمائل محمد ﷺ، صفحہ 20)

یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہترین خلاصہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے اپنی امّت کے لیے تجویز فرمایا۔ ہزاروں ہزار درود سلام ہوں اس پاک نبی ﷺ پر جس نے خود بھی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کیے اور اپنی امّت کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

لجنہ اماء اللہ ناروے کی طرف سے مؤرخہ 6 دسمبر 2019 کو منعقد کیے گئے نعتیہ مشاعرہ میں پڑھی گئی

نعتِ رسول ﷺ

محمدؐ پہ ہی قرباں جان جگر ہے　　نبوّت میں جو سب سے معتبر ہے

اُسی کا نقشِ پا ہی زندگی ہے　　حیاتِ لامکاں کا راہبر ہے

وہ جس کا معجزہ شقُ القمر ہے　　وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

تیرا سایہ جو رحمت کا ابر ہے　　مرے کاسے کی بھی تجھ پہ نظر ہے

میری بے تابیوں کی جس کو خبر ہے　　اُسی پیارے کا محبوبِ نظر ہے

صدائے بے نوا سُن ساقیٔ کوثر　　مری تشنہ لبی بھی منتظر ہے

یہ دنیا، زندگانی مثلِ بھنور ہے　　تُو گردابِ دہر میں میرا خضر ہے

میرے پیارے تیری بستی نہ جا پاؤں　　بڑا ظالم زمانہ ستمگر ہے

لیے کشکول اشکوں کا صبا آقا　　کھڑی دہلیز پہ شام وسحر ہے

(امتہ المنان صبا ندیم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام و مرتبہ

(شاہدہ نسرین – مجلس نور ستر اند)

تمام امّتِ مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی کے سر پہ امام مہدی کا ظہور ہو گا جو زمین پر عدل و انصاف قائم کرے گا، صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا نیز جنگوں کو ختم کرے گا اور وہ مال لٹائے گا لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ قرآن کریم اور احادیث میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس تواتر سے بیان کیا ہے کہ آنے والے مسیح کے سبھی شدّت سے منتظر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عیسائیت کی اصلاح کے لیے بھی آئیں گے اس لیے انہیں عیسیٰ ابن مریم کہا گیا اور مسلمانوں کی اصلاح کی ذمہ داری سنبھالنے کی وجہ سے مہدی کہلائیں گے۔ آنحضرت ﷺ والا مسیح جہاں مہدی ہو گا وہاں امّتی نبی بھی ہو گا یعنی وہ آنحضور ﷺ کی پیروی اور اطاعتِ کاملہ کی برکت سے آپ ﷺ کا بروز ہو گا۔

قرآن کریم میں آنے والے مسیح کا ذکر آیا ہے: وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (الجمعۃ:4)
اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا **لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ۔** (بخاری)
یعنی اگر ایمان ثریّا تک بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا، تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے (آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیحِ موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہ کا درجہ پائیں گے) یہی مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر ہے۔

اسی طرح سورۃ الصّف. آیت 7 میں ارشاد ہے کہ وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ یعنی اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابنِ مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہو گا۔ اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی ہے جو انجیل برناس میں لکھی ہوئی ہے اور بالواسطہ آپ ﷺ کے بروز کامل کی بھی خبر دی گئی ہے۔ (تفسیرِ صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ۔ (الزّخرف:58)

یعنی اور جب بھی ابنِ مریم کا واقعہ (قرآن میں) بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس (بات) پر شور مچانے لگ جاتی ہے۔

پھر اسی طرح فرمایا وَ لَمَّا جَآءَ عِیۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ لِاُبَیِّنَ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِیۡہِ۔ (الزّخرف:64)
اور جب عیسیٰ (بعثت ثانیہ میں) کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آ گیا تو اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس حکمت کی باتوں کے ساتھ آیا ہوں اور اس لیے آیا ہوں تا کہ تمہیں بعض وہ باتیں سمجھا دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

اسی طرح سورۃ النجم آیت 2 میں مذکور ہے وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی یعنی میں ثریّا ستارہ کو جب وہ معنوی طور پر نیچے آ جائے گا اس امر کی شہادت کے لیے پیش کرتا ہوں۔ یہ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ **لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَالثُّرَيَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ۔**

سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ یعنی (اے نبی!) یقیناً ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کوثر کے معنی ہر چیز کی کثرت کے ہیں نیز ایسے شخص کے جو بہت خیرات کرنے والا اور سخی ہو۔ جیسا کہ حدیثوں میں مسیح کی نسبت آتا ہے کہ وہ آئے گا اور مال لٹائے گا (یہاں مال سے مراد علمی خزانے ہیں) لیکن لوگ اسے قبول نہیں کریں گے۔ پس اس جگہ ایک آنے والے امّتی نبی کا ذکر ہے۔

مسیحِ موعود کی خبر احادیث میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہو گی جب ابنِ مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہو گا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہو گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 898)

یہاں عیسیٰ ابنِ مریم سے مراد امّتِ محمدیہ میں حضرت محمد ﷺ کی کامل پیروی کرنے والے مسیح موعود ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرا لوگوں میں سے عیسیٰ بن مریمؑ سے سب سے قریبی تعلق ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں (اس قربِ روحانی کی وجہ سے میرا مثیل بن کر وہ ضرور نازل ہو گا) جب تم دیکھو تو اس حلیے سے اسے پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا ہو گا، سرخ و سفید رنگ، سیدھے بال، اس کے سر سے بغیر پانی استعمال کیے قطرے گر رہے ہوں گے یعنی اس کے بال چمک کی وجہ سے تر تر لگتے ہوں گے“۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 896 تا 897)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیحِ موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہو گا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہو گا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کر دے گا اور جزیہ کو ختم کر دے گا (یعنی اس کا رواج اٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔
(حدیقۃ الصالحین صفحہ 901)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ معاملات شدّت اختیار کرتے جائیں گے، دنیا پر ادبار چھا جائے گا، لوگ بخیل ہو جائیں گے، شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہو گا۔ عیسیٰ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں (یعنی مسیح ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے)۔

مندرجہ بالا حدیث آمدِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کا تعیّن کرتی ہے اور ایسے نشانات کا ذکر ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی امام باقرؒ) نے فرمایا پیش گوئی کے مطابق ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کے لیے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اوّل یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن لگے گا اور سورج کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی 28 رمضان کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ نمبر 903-904)

درج ذیل حدیث امام مہدی کے مکان کا تعیّن کرتی ہے؛

صاحبِ جواہر الاسرار لکھتے ہیں کہ اربعین میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ایسے گاؤں سے مبعوث ہو گا جس کا نام "کدعہ" ہو گا۔ (واضح رہے کہ کدعہ سے مراد قادیان ہے)۔ اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا اور بدری صحابہ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ اسے عنایت فرمائے گا جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 904)

آنحضرت ﷺ نے مسیحِ موعود کا مقامِ ظہور دمشق سے مشرقی جانب بیان فرمایا ہے۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدّجال)

اسی طرح مہدی کی راہ ہموار کرنے والی جماعت کا تعلق بھی مشرق ہی سے بیان کیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی)

مندرجہ بالا احادیث میں آنے والے موعود کا مقامِ ظہور دمشق سے مشرق (یعنی ہندوستان) بتایا گیا ہے اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ مدعی مسیحیت و مہدویت کا مقامِ ظہور قادیان ہندوستان دمشق سے مشرق کی جانب واقع ہے۔

چنانچہ جب ہم مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہوا کہ آنے والا مسیحِ موعود ہی مہدی ہے، مجدّد ہے اور کثرتِ مکالمہ کی وجہ سے امّتی نبی بھی ہے اور آنے والا اپنے وقت پہ آیا اور آکر چلا بھی گیا۔ ان سب علامات کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی میں 1882ء میں مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بارہا مسیح، نبی اور نذیر کے ناموں سے یاد کیا تھا اور 1890ء سے 1900ء تک کے درمیانی عرصہ میں آپ پر اس امر کا کامل انکشاف ہو گیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوّت کے مقام پر ہی فائز ہیں اور آپ ﷺ کے رنگ میں رنگین امّتی نبی ہیں۔ چنانچہ 23 مارچ 1889ء میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ زمین وآسمان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں بول اٹھے، طاعون پھوٹی، سورج اور چاند کو پیشگوئی کے عین مطابق گرہن لگے جس کا ذکر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں یوں کرتے ہیں:

آسماں میرے لیے تو نے بنایا اک گواہ　　　چاند اور سورج ہوئے میرے لیے تاریک و تار

خدائی نوشتوں کے مطابق ہمارے مہدی کا ظہور ہوا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ رجل فارس ہیں جنھوں نے ایمان کو ثریا سے لانا تھا۔

لب لباب یہ کہ جب ظہورِ امام ہو چکا تو ہمیں چاہیے کہ ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے انہیں مانیں اور ان کے مددگار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ضرورۃ الامام

(نبیلہ رفیق ۔ مجلس بسکے رود)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی خزائن میں سے ایک کتاب ”ضرورۃ الامام“ کا خلاصہ لکھنے کی جسارت کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ خلاصہ لکھنے کا مقصد لجنہ اماء اللہ ناروے کے لیے کتاب کو مختصر کر کے لکھنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر یا ان کے الفاظ کو قطعاً بدلنا مقصود نہیں۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے نکلی ہوئی کوئی سطر بدلی نہیں گئی۔ یہ کتاب جس کا نام ”ضرورۃ الامام“ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستمبر 1897ء میں تحریر کی اور یہ محض ڈیڑھ دن میں تیار ہو کر مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے نکلی۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ایک دوست نے اپنی ایسی خوابیں سنائیں جس سے ظاہر ہوا کہ وہ آپ کو مسیح موعود نہیں مانتے اور وہ امامتِ حقّہ سے بے خبر ہیں۔ اس کتاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام کی ضرورت اور اس کی شناخت، امام کی شخصیت کیسی ہوتی ہے اور آخری صفحات میں خود کو اس زمانہ کا امام الزماں ثابت کیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ سو بموجب اس نبوی ﷺ وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔ یہ صحیح نہیں کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو وہ اس نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک شخص جو قرآن کریم کا کاتب تھا اُس کو بسا اوقات نورِ نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیات کا اس وقت میں الہام ہو جاتا تھا جب امام یعنی نبی علیہ السلام وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول ﷺ میں کیا فرق ہے۔ اس خیال سے وہ ہلاک ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کو بھی الہام ہوتا تھا۔ اُنہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا۔(صفحہ 273)

حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزماں آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلۂ الہام شروع ہو جاتا ہے۔(صفحہ 274)

اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزماں کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسانی کے لیے مندرجہ ذیل قوّتوں کا ہونا ضروری ہے؛

1. قوّتِ اخلاق: چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لیے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوّت کا ہونا ضروری ہے۔
2. قوّتِ امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبتِ الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق اور اس بات سے اسے درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جائے۔
3. تیسری قوّت بسطۃ فی العلم ہے جو امامت کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے۔
4. چوتھی قوّت عزم ہے جو امام الزماں کے لیے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نا امید نہ ہونا۔

5. پانچویں قوّتِ اقبال علیٰ اللہ ہے جو امام الزماں کے لیے ضروری ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو یا کسی فتح کی ضرورت ہو وہ خدا کی طرف جھکتے ہیں۔

6. چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزماں کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اکثر بذریعہ الہامات خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق و معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور دُعا کا جواب دیتا ہے۔ امام الزماں کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو ہر پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں اور یہ قوّت اور انکشاف اس لیے اُن کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا اُن کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حُجّت ہو سکیں۔

شیطانی الہامات کے سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جس کو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیۂ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اس کو شیطانی الہام ہو سکتا ہے مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلا توقّف مطلع کیا جاتا ہے۔ (صفحہ 484)

یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضور ﷺ کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوا کرتے تھے اور بعض دفعہ وہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعے سے کیا کرتے تھے اور تعجّب یہ کہ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوا کرتی تھیں۔ پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ نبی ﷺ کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے۔ سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے؛

1. وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفّا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔
2. سچّا الہام اپنے ساتھ ایک لذّت اور سرور کی خاصیّت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے۔
3. سچے الہام میں شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوّت اور رعب ناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔
4. سچّا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔
5. سچّا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔
6. سچے الہام پر انسان کی تمام قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوّت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے۔ انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے۔
7. سچّا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔ وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اسے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے۔ گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔
8. سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدّعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے۔
9. سچّا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل نہیں رہنے دیتا۔
10. سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزّت دی جاتی ہے اور رُعب عطا کیا جاتا ہے۔

(صفحہ 488 – 490)

صفحہ 493 پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ "ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزماں اپنی جبّلت میں قوّت اور امامت رکھتا ہے اور دستِ

قدرت نے اس کے اندر پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے اور یہ سنّت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرّق طور پر نہیں چھوڑتا بلکہ جیسا کہ اس نے نظامِ شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسبِ مراتب روشنی بخش کر امام الزماں کو اس کا سورج قرار دیتا ہے۔ اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزماں کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں، زاہدوں، خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزماں میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس بھی گزر گئے ہیں اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارے میں غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا۔ کوئی دمشق میں ان کو اتارتا تھا اور کوئی مکّہ میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اُتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف آرائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکم کو چاہتے تھے۔ سو وہ حَکم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسرِ صلیب کے لیے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کیے ہیں۔ میں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کا حَکم ہوں ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکم ہوں اور میں امام مالک اور ابنِ حزمؒ معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں۔ **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور **حَکم** کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلے کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حَکم مقرر فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حَکم ہونے کا ثبوت کیا ہے؟

اس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کے لیے حَکم ہونا چاہیے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حَکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے اور جن نشانوں نے اس حَکم کی گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آ چکے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے میرے نشانوں پر ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حَکم نہیں ہوں تو میرے ان چار نشانوں کا مقابلہ کرو۔

1. میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظّل پر عربی فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقانلہ کر سکے۔
2. میں قرآن پاک کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔
3. میں کثرتِ قبولیت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔
4. میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں اور رسول ﷺ کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔ مدّت ہوئی کسوف و خسوف رمضان میں ہو گیا۔ حج بھی بند ہوا اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیلی۔ بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جس کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں۔ ان تمام وجوہ سے میں امام الزماں ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لیے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمّے تھا۔

آخر میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان بزرگ سے جن کی اجتہادی غلطی کی وجہ سے یہ رسالہ لکھا یا اس کی اصل فلاسفی ہے، فرمایا کہ ”عزیز من ہم تو معارف، حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے ہیں پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اس کی اصل فلاسفی کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کر لے۔ جزاک اللہ

فاطمہ الفہری

(لبنیٰ کریم ــ مجلس کرستیان ساند)

فاطمہ الفہری تیونس کے ایک متمول تاجر کی بیٹی تھی۔ پورا نام فاطمہ الفہری بنت محمد الفہری القریشی عرف اُم البنین تھا۔ اس نام سے آج بہت کم لوگ واقف ہیں لیکن امّتِ مسلمہ کے لیے یہ بات قابلِ فخر ہے کہ اس علم دوست مسلم بیٹی نے دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی جس کا نام جامعۃ القرویین ہے۔

داستانِ حیات

فاطمہ تیونس کے شہر قیروان میں پیدا ہوئی۔ بعد ازاں اس کا والد محمد عبداللہ الفہری مراکش کے شہر فاس منتقل ہو گیا۔ اس کا باپ مراکش کا ایک نیک دل تاجر تھا۔ اللہ نے جتنا اس کو مال دیا تھا دل اس سے بھی زیادہ عطا کیا تھا۔ یہ بھی قدرت کے فیصلے ہیں کہ اس مال کے ساتھ ان کا ''بیٹا'' کوئی نہیں تھا۔ اللہ نے اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے دو بیٹیاں عطا کی تھیں۔ باپ کے انتقال کے بعد دونوں بیٹیوں کے ترکے میں باپ کی اتنی دولت آئی کہ وہ خود مختار ہو گئیں۔ اللہ نے جتنا بڑا دل عبداللہ الفہری کو دیا تھا، بیٹیوں کو اس سے بھی بڑا دل اور درددل دونوں عطا کیے تھے۔

مریم نے اپنے حصہ میں آنے والی تمام دولت مسجد کی تعمیر میں خرچ کر دی۔ مسجد القرویین میں 22 ہزار سے زیادہ نمازی بیک وقت نماز باجماعت ادا کر سکتے تھے اور یہ مسجد (کاسابلانکا کی مسجد حسن ثانی) کے بعد ملک کی دوسری سب سے بڑی مسجد ہے۔

دوسری عظیم مسلم بیٹی فاطمہ الفہری نے مراکش کے شہر فاس میں دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامعۃ القیروان کی بنیاد رکھی جہاں آج بھی علم کی شمعیں روشن کی جا رہی ہیں۔ جامعۃ القیروان کو بحیرہ روم کا سب سے بڑا علمی مرکز قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ مسلم تہذیب میں عورتوں کے کردار اور ان کی قربانیوں کا عکاس ہے۔

تاریخ یونیورسٹی

قروبین یونیورسٹی کو فاطمہ الفہری نے 859ء میں تعمیر کروایا تھا۔ الفہری خاندان نویں صدی کے اوائل میں تیونس کے شہر قیروان سے ہجرت کر گیا تھا۔ جامعۃ القرویین مراکش کے شہر فاس میں قائم ہونے والی اس یونیورسٹی کی تعمیر و توسیع اعلیٰ تعلیم یافتہ فاطمہ الفہری نے خود کھڑے ہو کر کروائی۔ وہ خود بھی علم و ادب سے شغف رکھنے والی خاتون تھیں۔ انہوں نے ہر مرحلے پر پوری دلچسپی اور اپنی خاص نگرانی میں اس یونیورسٹی کو ترقی دی ۔ یہ یونیورسٹی اس لحاظ سے منفرد تھی کہ دنیا میں ''ڈگری'' کا تصور بھی اس یونیورسٹی سے آیا تھا ۔ 13 سے 30 سال تک کے بچے، جوان، مرد عورت، مسلم اور غیر مسلم علم کی پیاس سے سرشار ہونے یہاں پہنچتے تھے۔ جامعۃ القرویین کے دروازے بلا رنگ و نسل اور مذہب دنیا کے ہر علم کے طالب کے لیے کھلے رہتے تھے۔ مسلم دنیا کے اہم تعلیمی مراکز میں سے ایک ہے اور دنیا کی سب سے قدیم جامعہ ہے جہا ں آج تک تعلیم دی جاتی ہے۔ گینز بک آف ورلڈ اسے اب تک موجودہ دنیا کا سب سے قدیم تعلیمی ادارہ قرار دیتا ہے۔

قروبین یونیورسٹی نے قرونِ وسطیٰ میں یورپ اور اسلامی دنیا کے درمیان ثقافتی اور اکادمی تعلقات میں اہم ترین کردار ادا کیا ہے۔ اس میں تعلیم حاصل کرنے والے معروف غیر مسلموں میں یہودی فلسفی موسیٰ بن امون سب سے زیادہ مشہور ہے۔

معروف جغرافیہ دان محمد الادریسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے فاس میں کچھ عرصہ گزارا تھا اور اس دوران قروبین یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ یورپ کو عربی اعداد اور صفر کا نظریہ دینے والے پوپ سلویسٹر ثانی نے بھی اس جامعہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔

فاطمہ الفہری کی پہلی یونیورسٹی نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام عورت کی بہترین انداز میں تربیت کرتا ہے اور اسلام لڑکے اور لڑکی کے ساتھ برتاؤ میں کوئی فرق نہیں کرتا اور موجودہ دور میں اسلام کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا بھرپور جواب بھی ہے۔ 2017ء کی ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ پوری دنیا سے 130 ملین لڑکیاں سکول صرف اس وجہ سے جا ہی نہیں پاتیں کیونکہ وہ لڑکیاں ہیں۔ فاطمہ الفہری نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ مسلمان لڑکیاں پردہ میں رہ کر تعلیم حاصل کر سکتی ہیں تاکہ وہ اپنے گھر اور معاشرے میں بہتری لا سکیں اور اپنے مسلمان ہونے پر شرمندہ نہ ہوں بلکہ فخر محسوس کریں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پہلا حکم ہی علم حاصل کرنے کا دیا ہے جو کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ہے۔

قرونین یونیورسٹی آج تک قائم ہے اور اس میں قرآن اور فقہ کے علاوہ صرف و نحو، منطق، ادویات، ریاضیات، فلکیات، کیمیا، تاریخ، جغرافیہ اور موسیقی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

فاطمہ الفہری کا سنِ پیدائش 800ء ہے اور سنِ وفات 880ء بتایا جاتا ہے۔

(آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا)

مناجات

ہماری عرض سن لے! مہرباں ہو
کڑا ہے وقت تو رحمت رساں ہو

مصیبت ہو کوئی، یا بد بلاء ہو
"الٰہی تو ہمارا پاسباں ہو"

بڑا دکھ ہے الم ہے، بے بسی ہے
تو اپنے فضل سے راحت رساں ہو

نجات اس قید سے جلدی عطا کر
چمن مہکے صبا پھر، گل فشاں ہو

نظر آتا ہے ہر سُو ہُو کا عالم
کہ آبادی نہ جانے کب یہاں ہو

پلٹ آئیں بہاریں اس چمن کی
تری رحمت اب ہر سُو عیاں ہو

دکھائیں زخم کس کو ہم جگر کے
ہمارے غم کا تو ہی رازداں ہو

بہت مشکل ہے اس حالت میں جینا
تیرے بن دکھ بھلا کس سے بیاں ہو

میرے مالک! کوئی تو دے تسلی
عطا ہم کو بھی رحمت کا نشاں ہو

نہیں شکوہ کسی کی، بے رخی کا
مرا مولیٰ جو ہم پر مہرباں ہو

گزر جائیں گے، آخر یہ زمانے
بیاں ہو شکر، لب پر کیوں فغاں ہو

نہیں رہتے کبھی دن ایک جیسے
بھروسہ اس پہ لیکن، ہر زماں ہو

(طاہرہ زرتشت نازؔ)

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حدیث نبوی ﷺ ہے:

”سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن نہیں بھرتا۔ انسان کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو تہائی کھانے کے لیے، تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے ہو۔“

(سنن ابنِ ماجہ جلد 4 صفحہ 48 حدیث 3349)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 100)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

”میرے نزدیک ہمیں زیادہ توجہ جس طرف دینی چاہیے وہ تعلیم ہے اور وہ بھی مذہبی تعلیم۔ یہی تعلیم ہماری اولاد کے ہوش و حواس قائم رکھ سکتی ہے۔ ہمارے ملک کے لوگ اس طرح دیوانہ وار یورپ کی تقلید کر رہے ہیں کہ اسے دیکھ کر شرم و ندامت سے سر جھک جاتا ہے۔ ہمیں نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دوسروں کو بھی بچانے کے لیے یہ کوشش کرنی چاہیے“۔

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 213 نیا ایڈیشن)

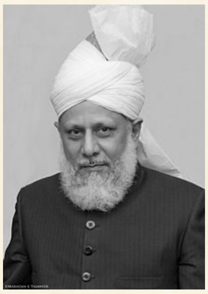

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

”کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو۔ اس کی برکت سے تمام فتنوں سے بھی بچا جا سکتا ہے، تمام برائیوں سے بھی بچا جا سکے گا اور ابتلاؤں سے بھی بچا جا سکے گا۔“

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء)

درد: ”درد“ کو الٹا لکھو یا سیدھا ”درد“ ”درد“ ”درد“ ہی رہتا ہے۔ ”درد“ کا پہلا ’د‘ نکال دیں تو ’رد‘ بنتا ہے۔ دوسرا ’د‘ نکال دیں تو ’در‘ بنتا ہے اور بس جان لیں کہ کسی کے ’در‘ سے جب انسان ’رد‘ کر دیا جاتا ہے تو ”درد“ ملتا ہے اور یہی ”درد“ انسان کو اس ’در‘ سے جوڑ دیتا ہے جہاں سے کوئی بھی ’رد‘ نہیں ہوتا“۔

دعا: دعا ایک امید ہے۔ دعا ایک یقین ہے۔ دعا ایک بھروسہ ہے۔ دعا ایک وسیلہ ہے۔ دعا ایک حوصلہ ہے۔ دعا ایک محبت ہے۔

کھانے میں میانہ روی

(مبارکہ ضیاء۔ ــ مجلس نتیدال)

ہر چیز کھائیں مگر اعتدال سے

اسلام دینِ فطرت ہے اسی لیے اس کا دیا ہوا نظامِ حیات نہایت مکمل، متوازن اور معتدل ہے۔ افراط و تفریط کی اس نے کسی شعبہ میں بھی اجازت نہیں دی۔ افراط و تفریط چاہے زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ہو اور کسی کام میں بھی اُس کا مظاہرہ ہو نتائج اور اثرات کے لحاظ سے نقصان دِہ اور مایوس کُن ہے۔ اس کے بر عکس میانہ روی اور اعتدال کو ہمیشہ قابلِ تعریف اور فائدہ مند قرار دیا گیا ہے یہاں تک کہ جو غذا انسان کی زندگی اور صحت کے لیے نہایت ضروری ہے اُس میں بھی اعتدال اور میانہ روی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اچھی اور متوازن غذا ہمارے جسم اور دماغ کے لیے ایندھن کا کام کرتی ہے۔ غذا انسان کے اخلاق و اطوار پر نہایت گہرا اثر ڈالتی ہے۔ صحت مند جسم اور دماغ کے لیے صحت مند اور متوازن غذا بہت ضروری ہے۔ ہم جو کچھ بھی کھاتے ہیں ہمارا جسم اور دماغ اس کا عکس ہوتا ہے۔ اگر ہم غیر متوازن اور unhealthy غذائیں کھائیں گے تو ہمارا جسم اور دماغ مکمل طور پر فعّال نہیں ہو سکے گا۔ اس لیے ہمیں ایسی غذا کھانی چاہیے جس میں وِٹامنز، منرل، فائبر، صحت بخش چکنائی، اومیگا تھری، پروٹین اور کاربوہائیڈریٹس شامل ہوں تاکہ ہم خود کو چاق و چوبند اور صحت مند محسوس کریں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر چیز کو اعتدال سے اپنی غذا میں شامل کریں جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ

"تندرستی ہزار نعمت ہے"

اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ایک انمول تحفہ ہے جس کی ہمیں حفاظت کرنی چاہیے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ جو کہ رزّاق ہے اور اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان ہے اس نے اپنے بندوں کی جسمانی صحت کی سلامتی کے لیے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا کہ کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ (الاعراف:32)

اس ارشاد کے مطابق ہمیں کھانے کی زیادتی سے انحراف کرنا چاہیے اور یہ بات سائنس کی روح سے بھی ثابت ہے کہ اس سے معدہ پر زور پڑتا ہے اور معدہ کھانے کو بہتر طور سے ہضم نہیں کر سکتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جسم کو غذا سے وہ توانائی نہیں ملتی جو کہ انسانی جسم کے لیے ضروری ہے یا یوں کہیں کہ وہ غذا جسم کے لیے بے فائدہ ہو جاتی ہے اور نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ اسی لیے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنی امّت کو ایک ایسا نسخہ دیا جس سے وہ کھانے پینے سے پیدا ہونے والے امراض سے بچ سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: **مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ۔** (سنن ترمذی حدیث نمبر 1381)

ترجمہ: آدمی کا بھرا ہوا پیٹ اس کے مقابلہ میں بہت برا ہے جو اپنی کمر سیدھی کرنے اور قوّت کی بحالی کے لیے چند لقمے لیتا ہے۔ اگر وہ ضرور ہی بھرنا چاہتا ہے تو پھر وہ تین حصے کرے ایک تو کھانے کے لیے اور دوسرا پینے کے لیے اور تیسرا سانس لینے کے لیے۔

کھانے کی زیادتی کی وجہ سے وزن کا بڑھنا اور صحت کے دوسرے مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کے روحانی نقصانات بھی ہیں۔ کھانے کی زیادتی دل کو سخت، دماغ کو سست اور جسم میں غنودگی پیدا کرتی ہے اور خواہشات کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سنّت ہے کہ کھانا اُس وقت کھانا چاہیے جب صحت اور توانائی کو برقرار رکھنا ہو۔ ہر وقت اور بلا ضرورت کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے جب بھوک ہو تو کھائیں اور پیٹ بھرنے سے پہلے کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت بھر کر کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد سوم صفحہ 181)

جو شخص آخرت پر یقین نہیں رکھتا عموماً ایسے شخص کے پاس کوئی ایسی وجہ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے آپ کو کھانے کی زیادتی سے روک سکے۔ اس وجہ سے ایسے لوگ اپنے جسم کی ضرورت سے سات دفعہ زیادہ کھانا کھاتے ہیں اور کچھ لوگ اسی طریقے کو اپنا لیتے ہیں۔ زیادہ کھانے کا حل یہ ہے کہ آہستہ آہستہ اپنی خوراک کم کرے تا کہ جسم بھی کم کھانے کا عادی ہو جائے اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بات پر عمل کرتے ہوئے کہ کھانا آہستہ آہستہ اور چبا چبا کر کھائیں۔

مؤرخہ 31 اگست 2020ء کو مجلس خدّام الاحمدیہ ہالینڈ کے ساتھ ہونے والے پروگرام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ احمدی مسلمانوں کو ایک متوازن اور متناسب غذا برقرار رکھنی چاہیے۔ آپ نے مشورہ دیا کہ جو لوگ برداشت کر سکتے ہیں اُن کو کوشش کرنی چاہیے کہ Organic food اور ہرے پتوں والی سبزیاں جیسے پالک اور کرم کلہ کا استعمال کریں۔

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی خوراک کو متوازن رکھتے ہوئے صحت مند زندگی گزاریں۔

سنہری بات

مدد کرنا سیکھیے، فائدے کے بغیر — ملنا جلنا سیکھیے، مطلب کے بغیر

نرمی سے چلنا سیکھیے، غرور کے بغیر — زندگی جینا سیکھیے، دکھاوے کے بغیر

”لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ“

پکوان

Zucchini Bread

(صدیقہ وسیم)

اشیاء:

انڈے – 3	میدہ یا براؤن آٹا – 3 کپ	نمک – آدھا چائے کا چمچ
کپ چینی – 2	ونیلا ایسنس – 3 چائے کے چمچ	بیکنگ پاؤڈر – آدھا چائے کا چمچ
کپ کدوکش کی ہوئی کالی توری – 2	میٹھا سوڈا – ایک چائے کا چمچ	کٹے ہوئے بادام یا کٹے ہوئے اخروٹ
کوکنگ آئل – 1 کپ	پسی ہوئی دار چینی – 2 چائے کے چمچ	گارنش کے لیے – 1 کپ

ترکیب: انڈے، چینی، توری اور آئل کو اچھی طرح مکس کر لیں۔ پھر باقی خشک چیزیں ڈال کر مکس کر لیں اور مکسچر کو دو بریڈ بنانے والے سانچوں میں ڈال کر بادام یا اخروٹ کے ساتھ گارنش کر کے اوون کو 180 ڈگری پر گرم کر کے سب سے نیچے والے ریک میں 50 منٹ سے ایک گھنٹہ کے لیے بیک کریں۔ لذیذ کیک بریڈ تیار ہے۔ چائے کے ساتھ نوش فرمائیں۔

ملائی والے بینگن

(سرور مبارک)

اشیاء:

لمبے بینگن – 2 عدد (ڈیڑھ انچ موٹائی میں	لہسن – 2 (پوتھیاں جوئے نکال کر پیس لیں	پسی ہوئی سرخ مرچ – 1 چائے کا چمچ
گول کاٹ لیں، چھلکے نہ اتاریں)	ملائی – ½ 1 کپ (پھینٹ لیں)	اجوائن – چٹکی بھر
مکھن – 3 کھانے کے چمچے	لیموں – ½ (رس نکال لیں)	نمک – حسبِ ذائقہ

ترکیب: بینگنوں پر نمک لگا کر رکھ دیں۔ بیس منٹ بعد دھو کر گھی میں مصالحے ڈال کر اچھی طرح بھون لیں۔ جب خوب براؤن ہو جائیں اور گل جائیں تو ڈش میں نکال لیں۔ ملائی میں لیموں کا رس ملا کر پھینٹ لیں اور بینگنوں کے اوپر ڈال دیں۔

حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

(ندرت انور)

حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ "اوّل المسلمین" کے نام سے بھی جانی جاتی ہیں۔ اوّل المسلمین کا مطلب ہے بالکل شروع میں اسلام لانے والے۔ حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہانی کا آغاز اسلام کے آغاز کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ آپؓ اورآپؓ کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے اسلام اس وقت قبول کر لیا تھا جب کہ ابھی مسلمانوں کو انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا۔ حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری بڑی فضیلت یہ ہے کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے وطن سے ہجرت کی۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے اور بہت ثواب دیتا ہے۔ اسلام لانے میں پہل، اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کرنا اور آپ ﷺ کا ساتھ ملنا، کتنے بڑے بڑے انعامات ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملے لیکن یہ بات سن کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی نیک خاتون اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابو سفیان کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے رملہ تھا۔ عبید اللہ بن جحش سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بیٹی حبیبہ پیدا ہوئی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُمِّ حبیبہ کہلانے لگیں اور اسی نام سے مشہور ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ مکّہ میں بتوں کی پوجا ہوتی تھی مگر یہ ان سے بیزار تھے اور سمجھتے تھے کہ پیدا کرنے والا معبود خدائے واحد ہے اس لیے جب اسلام کا پیغام سنا تو اپنی بیوی سمیت اسلام لے آئے۔

جب مکّہ والوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر حد سے زیادہ ظلم ہونے لگے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں عبید اللہ بن جحش اور حضرت اُمِّ حبیبہ بھی شامل تھے۔ عبید اللہ کی بدقسمتی کہ کسی وجہ سے اس کا دل اسلام سے کھٹا ہو گیا اور وہ دین سے پھر گیا یعنی مرتد ہو گیا اور اسی حالت میں حبشہ میں وفات پائی۔

حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سچی خوابیں دکھاتا تھا جس سے انہیں آئندہ ہونے والے واقعات کا اندازہ ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش کا اسلام کو چھوڑنا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکاح ہونا یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے وقت سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب کے ذریعے بتادی تھیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کی خاطر بہت دکھ اٹھائے۔ گھر میں ابو سفیان جیسے باپ کا سامنا، پھر وطن چھوڑنا، پردیس میں شوہر کا مرتد ہونا اور پھر بیوہ ہو جانا۔ اتنی مشکلات اٹھانے کے باوجود بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کو ہمیشہ مضبوط رکھا۔ جب آنحضرت ﷺ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تکالیف کی خبر پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل میں ڈالا کہ یہ مظلوم عورت ایک سردار کی بیٹی ہے، سرداروں ہی کے قابل ہے، آپ ﷺ اسے سہارا دیں اور ان سے شادی کر کے گھر لے آئیں۔ آپ ﷺ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محرّم سات ہجری بمطابق مئی 628ء کو نکاح کر لیا اور اس طرح دو قبائل کے درمیان کچھ حد تک دوستی قائم کر دی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم ﷺ کے ہر فرمان پر عمل کرنے میں خوشی محسوس کرتیں۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص بارہ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا اس کے لیے جنّت میں گھر بنا دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساری زندگی بارہ نفل روزانہ پڑھتی رہیں۔ جنّت میں گھر کا شوق پیدا ہونا اس نیک تربیت کا نتیجہ تھا جو آپ ﷺ اپنی بیویوں کی کرتے رہتے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضور ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 65 احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے 44 ہجرت میں وفات پائی۔

Kilde: https://www.alislam.org/urdu/pdf/Umme-Habiba.pdf

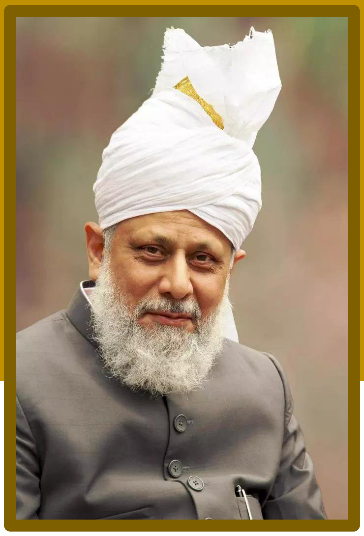

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناروے کی واقفاتِ نو کی کلاس 28 ستمبر 2011ء

(نبیلہ چیمہ – از شعبہ واقفات)

پردے کے سلسلہ میں بھی واقفاتِ نو نے ہی نمونے قائم کرنے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پردے کے اوپر آپ نے بڑا اچھا مضمون پیش کیا ہے لیکن صرف اچھا مضمون پیش کرنے سے پردہ نہیں ہو جاتا۔ پردے کا معاملہ تو ساری دنیا میں ہے لیکن یورپ میں خاص طور پر ہے۔ ایک وقت میں ناروے کے بارہ میں پردے کے حوالے سے زیادہ شکایتیں آتی تھیں اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناروے میں ایک بڑا سخت خطبہ دیا تھا۔ میں نے بھی اپنے خطبے میں اس کی مثال دی تھی اور اس کا ذکر کیا تھا کیونکہ مجھے ذاتی تجربہ تو نہیں ہے لیکن ان دنوں کی باتوں سے اندازہ لگایا تھا کہ پردے کے بارہ میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ لندن میں مجھے ایک دفعہ وقفِ نو بچی ملنے آئی۔ اس نے جو پردہ کیا ہوا تھا اس کے کوٹ کے بازو یہاں کہنیوں تک تھے۔ ایسے پردے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ واقفاتِ نو کا جو پردہ ہے اور جب وہ بڑی ہو جاتی ہیں تو ان کا جو لباس ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ مضمون میں بتایا گیا ہے۔ حیا ہونی چاہیے اور جب حیا ہو گی تو آئندہ پردے کا احساس ہو گا۔ پھر اس بچی سے جو ملاقات کے لیے آئی تھی میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ تم سر پر دوپٹہ یا چادر لیتی ہو یا نہیں، سکارف باندھتی ہو یا نہیں۔ وہ ایک باریک سی چُنّی یا سکارف جسے کہتے ہیں وہی اس کے سر پر ہوتا تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ لیکن بہر حال اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں پردہ کروں گی اور اس کے بعد سنا ہے کہ وہ پردہ کرتی ہے۔ تو یہ پردہ کرنے کا احساس جب تک واقفاتِ نو میں پیدا نہیں ہو گا، بڑے بڑے دعوے اور نظمیں پڑھنا کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ابھی یہاں ناروے میں ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ ان میں میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض عورتیں ملنے آتی ہیں تو مجھے لگتا ہے کہ بڑے عرصے کے بعد نقاب ان کا باہر نکلا ہے۔ چھ سال قبل 2005ء میں یہاں ملاقاتیں ہوئی تھیں تو ملاقات کے لیے چھ سال کے بعد یہ نقاب باہر نہیں نکلنا چاہیے بلکہ روز نکلنا چاہیے اور اس کے نمونے واقفاتِ نو نے ہی قائم کرنے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے کہا کہ نمونے واقفاتِ نو نے ہی قائم کرنے ہیں تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ لوگ چھوٹی ہیں۔ میں نے ابھی جرمنی میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر ان کو یہی کہا تھا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بڑے اپنا حق، اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے اور جو اسلامی تعلیم ہے اس پر عمل نہیں کر رہے اور جس طرح جماعت کی خدمت کرنی چاہیے ویسے نہیں کر رہے تو پھر نوجوان آگے آجائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لجنہ کی اور ناصرات کی تنظیم بھی اسی لیے بنائی گئی تھی اور اسی لیے واقفاتِ نو کو بھی قبول کیا جا رہا ہے۔ واقفاتِ نو اس طرح تو ایکٹو رول ادا نہیں کر سکتیں جس طرح ہمارے وہ مبلّغ ادا کر سکتے ہیں جن کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر اور ملازمت میں لے کر بطور مبلّغ بھجوایا جاتا ہے اور جہاں اکیلی عورت تو جا نہیں سکتی صرف مرد ہی جا سکتے ہیں۔ پس جو واقفاتِ نو بچیاں ہیں انہوں نے عورتوں میں، لڑکیوں اور بچیوں میں اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔

رپورٹ حفظِ قصیدہ واقفات و ناصرات

سال 2020 کی گرمیوں کی چھٹیوں میں کرونا وباء کی وجہ سے زندگی اور مصروفیات کافی حد تک تھم کے رہ گئی تھیں۔ چونکہ وبائی بیماری نے سب کو گھروں تک محدود کر دیا تھا تو سوچا گیا کہ واقفاتِ نو اور ناصرات کے لیے حفظ قصیدہ کی آن لائن کلاسز کا انعقاد کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" کے مکمل 70 اشعار ناصرات کو یاد کروانے کے لیے دسمبر تک کا وقت مقرر کیا گیا۔

نیشنل صدر صاحبہ، سیکریٹری ناصرات اور انچارج واقفات نو نے میٹنگ کر کے مکمل پلان ترتیب دیا۔ بعد ازاں جو واقفات و ناصرات حصہ لینا چاہتی تھیں ان کے لیے ایک سرکلر اور کونٹیکٹ انفارمیشن فارم مجالس میں بھجوایا گیا۔

مجالس سے اللہ کے فضل سے 40 نام موصول ہوئے۔ جنھیں 10 گروپس میں تقسیم کر کے ہر گروپ پر ایک استاد مقرر کی گئیں۔ اساتذہ نے ناصرات کی والدات سے رابطہ کر کے 13 جولائی سے کلاسز شروع کیں۔ اللہ کے فضل سے والدات اور بچیوں کی طرف سے بہت اچھا رسپانس آیا اور ناصرات و واقفات بہت شوق سے قصیدہ حفظ کرتی رہیں۔

مرکز میں قصیدہ سننے کے لحاظ سے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ 30، 50 اور 70 اشعار۔ جو بچی اپنا پہلا ٹارگٹ مکمل کرتی اس سے انچارج واقفاتِ نو یا نیشنل سیکریٹری ناصرات قصیدہ سن کے آگے یاد کرنے کی تلقین کرتیں۔ جن ناصرات کے اپنے قریبی ٹارگٹ تک پہنچنے کے لیے چند اشعار رہ گئے تھے انہیں مزید کچھ وقت دیا گیا۔ اس طرح یہ مقابلہ 17 جنوری کو مکمل ہوا۔

اللہ کے فضل سے ناصرات و واقفات کی لگن، والدات اور اساتذہ کی محنت سے **11 ناصرات وواقفات نے مکمل قصیدہ حفظ کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اس کے علاوہ 4 ناصرات نے 50 اشعار اور 6 ناصرات نے 30 اشعار حفظ کیے۔** اللہ تعالیٰ اس راہ میں کوشش کرنے والی تمام ناصرات، والدات اور اساتذہ کو حضرت مسیح موعود موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین

مکمل قصیدہ حفظ کرنے والی ناصرات کے نام

1. عزیزہ آئزہ افکاری
2. عزیزہ اویرہ حیات
3. عزیزہ ایمان منور
4. عزیزہ حبہ خواجہ
5. عزیزہ سبیکہ شاہد
6. عزیزہ عطیہ مظفر
7. عزیزہ لائبہ محمود
8. عزیزہ ملائکہ ملک
9. عزیزہ ملیحہ ناصر
10. عزیزہ منال وسیم
11. عزیزہ منہا صفدر ملک

رپورٹ از طرف شعبہ واقفاتِ نو، شعبہ ناصرات الاحمدیہ ناروے

دعائیہ اعلانات

- اشاعت کمیٹی کی تمام ممبرات کی صحت و سلامتی اور لجنہ گروپ اے کی بچیوں، واقفات اور ناصرات کی دینی و دنیاوی کامیابیوں اور نیک نصیب کے لیے درخواست دعا ہے۔
- محترمہ نبیلہ طیب صاحبہ اپنے شوہر اور بچوں کی لمبی اور صحت مندانہ زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ اللطیف صاحبہ اپنی بہو کے ڈاکٹر بننے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ احسن رنگ میں انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر مشکل کو آسان کر دے۔ آمین
- محترمہ امتہ الرؤوف صاحبہ اپنے خاوند اور بچوں کی صحت یابی اور کامیابیوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- سیدہ بشریٰ خالد اپنے بیٹے عزیزم عاصم محمود ملک کی شادی عزیزہ کنزیٰ اشرف کے ساتھ ہونے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لیے بابرکت ثابت ہو۔
- محترمہ خیر النساء صاحبہ اپنے خاوند اور بچوں کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- عزیزہ مدیحہ احمد اپنے امتحان میں کامیابی کے لیے نیز اپنی اور اپنے والدین کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہے۔
- محترمہ ثمینہ ظہور صاحبہ اپنی فیملی کی صحت و سلامتی اور بچوں کی کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ صدر مجلس صالحہ مدثر صاحبہ اپنی مجلس کی تمام ممبرات کی صحت و تندرستی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ مبارکہ ضیاء صاحبہ اپنی نواسی اویرہ حیات عمر 8 سال اور اپنے نواسے آریان حیات وقف نو عمر 6 سال کے پورا قصیدہ عربی میں زبانی یاد کرنے کی خوشی میں ان کے نیک اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

ناصرات کارنر

یادرکھنے کی باتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴿۱﴾ اللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾
لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ﴿۳﴾ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ
كُفُوًا أَحَدٌۢ ﴿۴﴾

ترجمہ: تو کہہ کہ اللہ اپنی ذات میں ایک ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور اس کی صفات میں اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں۔

آنحضور ﷺ کا وعدہ پورا کرنا

آپ ﷺ جو وعدہ کرتے تھے اسے ضرور پورا کرتے تھے۔ جنگ بدر میں آپ ﷺ کے ساتھ صرف 313 صحابہ تھے۔ کافر ایک ہزار تھے۔ گویا آپ ﷺ کو مدد کی بہت ضرورت تھی۔ اس وقت 2 مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے کہا ہم مکہ سے آئے ہیں راستہ میں کافروں نے ہمیں پکڑ لیا تھا۔ اور انہوں نے اس وعدہ پر ہمیں چھوڑا ہے کہ ہم اس جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے نہیں لڑیں گے۔ مگر یہ وعدہ مجبوری کا تھا۔ حضور ﷺ ہمیں لڑنے کی اجازت دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ گو ہمیں آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اسے ضرور پورا کرو۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے انہیں لڑنے کی اجازت نہ دی۔

راہ ایمان، شیخ خورشید احمد صاحب

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام وہ پہلے نبی تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معبوث کیا۔ الہام اور وحی کا سلسلہ بھی حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں رکھا جہاں فوت ہونے کے بعد نیک لوگوں نے جانا ہے۔ لیکن حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ جنت اسی دینا میں کوئی مقام یا جگہ تھی۔ عراق میں ایک ایسا علاقہ موجود ہے جہاں ضروریات زندگی کی تمام سہولیتیں اس وقت بھی موجود تھیں جب حضرت آدم علیہ السلام کو وہاں بھیجا گیا اور کھانے پینے کی کوئی بھی کمی نہ تھی الغرض وہ جگہ دنیا میں ہی ایک جنت تھی۔

پلوشہ احمد، Ullensaker

ایک ملحد اور بڑھیا کی کہانی

ایک بوڑھی عورت نے ریڈیو اسٹیشن فون کیا کہ وہ کئی دنوں سے بھوکی ہے اور کئی دنوں سے صرف سوکھی روٹی اور پانی پر گزارہ کر رہی ہے اور کہا کہ اللہ کی راہ میں اسے کچھ کھانے کے لیے دیا جائے۔

ایک منکر خدا بھی اس کی گفتگو سن رہا تھا اور اس کو ایک مذاق سوجھا۔ اس نے کھانے پینے کی اشیا ء خریدیں اور اس بوڑھی عورت کا ایڈریس معلوم کرنے کے بعد اپنے نوکر سے کہا کہ جا کر اس بوڑھی عورت کو دے آؤ۔ اور جب وہ پوچھے کہ کس نے بھیجا ہے تو بتانا کہ یہ شیطان کی طرف سے تحفہ ہے۔

وہ بوڑھی عورت اتنے زیادہ کھانے کا سامان دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور جلدی سے اپنے گھر کے کونے میں رکھنے لگی۔ ایسے میں نوکر نے پوچھا کہ کیا آپ معلوم نہیں کرنا چاہیں گی کہ یہ سامان کس نے بھیجا ہے ؟۔

یہ سن کر وہ بولی، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس نے بھیجا ہے مگر اتنا معلوم ہے کہ جب میرے رب کا حکم آتا ہے تو شیطان بھی حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

نماز کبھی نہ چھوڑو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"نماز بہت اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتاوے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمابرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لیے دعا کرو۔"

(الحکم 31 مئی 1902، ملفوظات جلد 3 صفحہ 247)

پہیلی

1. وہ کیا چیز ہے، جسے لوگ پینے کے لیے خریدتے ہیں، لیکن کبھی اسے پیتے نہیں، اور پھینک دیتے ہیں
2. اگر پانچ افراد کو ۵ گلاس پانی پینے میں ۵ منٹ لگتے ہوں، تو 100 افراد کو 100 گلاس پانی پینے میں کتنا وقت لگے گا۔
3. سال میں کتنے مہینوں میں 28 دن ہوتے ہیں

جواب۔ برتن، پانچ منٹ، 12

فرق بتائیں

Gåter:

Hvor er havet uten bølger, skoger uten trær, og mennesker og fjell helt flate?

En gutt og en lege drar på fisketur. Gutten er sønnen til legen, men legen er ikke faren til gutten. Hvem er legen?

Hva trenger svar, men stiller ingen spørsmål?

Hvor mye jord er det i et hull som er 5 meter bredt og 4 meter dypt?

Svar: På kartet, legen er moren til gutten, telefon, ingen

Klarer du å få regnestykket til å gå opp, ved kun å flytte én blyant?

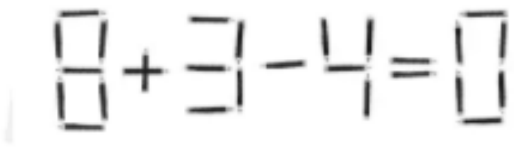

				3		5	2	1
3					6	4		7
7	5		8			3	6	
4	7					8	9	
			5				1	4
					1	6		
2		5		7			3	
1		7		6				
8	3	6	1	9	5			

	4		9				6	
2				5	6			
	6							7
1		2		6	8			5
	5				9			
	7				2		1	
8								4
			2				7	3
					3	2	5	

KANELBOLLER

INGREDIENSER

Grunndeig søt gjærbakst:

150 g Meierismør

5 dl Helmelk

50 g Gjær

½ ts Salt

1 ¼ dl Sukker (ca. 100g)

1 stk Egg

15 dl Hvetemel

2 ts Kardemomme (kan sløyfes)

Fyll:

200 g Meierismør (romtemperatur)

2 dl Sukker

3 ss Malt kanel

Pensling og dryss:

1 stk egg

4 ss perlesukker (kan sløyfes)

Disse hjemmebakte bollene egner seg veldig godt til å fryse ned. Denne oppskriften på hjemmelagde kanelboller gir omtrent 24 store boller.

Smelt smøret i en kjele og tilsett melken. La blandingen være fingervarm. Smuldre gjæren i en bakebolle og tilsett litt av melkeblandingen. Rør til gjæren er oppløst, og hell i resten av væsken.

Tilsett salt, sukker, kardemomme og egg. Hell i det meste av melet, men la litt være igjen til utbaking. Arbeid til en smidig og litt løs deig. Sett deigen til heving dekket med plast ca. 30 minutter.

Rør sammen smør, sukker og kanel til fyllet. Del deigen i to deler og kjevle hver ut til en leiv, omtrent 20 x 45cm. Smør fyllet utover. Rull sammen og skjær i ca. 2 cm brede biter.

Sett stekeovnen på 250 °C.

Legg bollene med en av snittflatene ned på stekepannen med bakepapir. Etterhev omtrent 30 minutter under plast. Pensle med sammenpisket egg og strø på perlesukker. Stek midt i ovnen, ca. 7-8 minutter. Avkjøl kanelbollene på rist.

RASISME OG LIKESTILLING

LAIBA MAHMOOD, Ullensaker

Hva er rasisme og likestilling?

Aller først må vi vite hva rasisme betyr. Rasisme er oppfatninger, holdninger, eller handlinger som deler mennesker inn i raser, hvor noen hevder å være mere verdifulle eller at de er mer verdt enn andre. Rasisme kan også skje på basis av hudfarge, etnisitet, kultur, osv.

Likestilling betyr at alle mennesker skal ha like rettigheter og muligheter i samfunnet uavhengig av kjønn, alder, religion osv.

Hva sier islam om rasisme og likestilling

I en hadith beretter Abu Huraira (ra) at: Allahs Sendebud (fvmh) sa: "Allah dømmer dere ikke ut ifra deres utseende eller form, men Han gransker deres hjerter og ser på deres gjerninger". Ut ifra denne hadithen skjønner vi at hudfarge eller utseende har ingen betydning overfor Gud, og at det som virkelig teller er gjerningene mennesket gjør.

Den ærverdige Koranen sier at troende, uten forskjell, er likestilte og kun rettferdige handlinger opphøyer en person over en annen. Muslimer har derfor veldig høy respekt for rettferdige og gudfryktige menn og kvinner. Islam erkjenner likevel at slik likestilling ikke betyr at menn og kvinner er helt like. Islam bemerker deres forskjellige fysiske og emosjonelle styrker. Ut ifra dette synet fastsetter det deres nøkkelroller i livet.

Rasisme og likestilling i dagens samfunn

I dagens samfunn ser vi at mange mennesker rundt oss blir behandlet dårlig på grunn av deres hudfarge og deres religion. Mange muslimer blir sett på som terrorister og dette skaper problemer for mange. SIAN (Stopp islamiseringen av Norge) har skapt mye opprør mellom muslimer, og det får oss til å se dårlig ut. Det vi kan gjøre i slike situasjoner er å gjøre oss selv bedre, og be Gud om hjelp. Vi må også vise andre at vi ikke er det media får oss til å se ut som. Måtte Gud hjelpe oss og gi oss tålmodighet og lede oss på den rette vei. Ameen.

På samme vis henvender den hinduistiske religionen seg bare til dem av høy kaste. Det er sagt: “Dersom en fra lav kaste tilfeldigvis skulle høre en tekst fra Vedaen, skulle kongen forsegle ørene hans med smeltet voks og bly. Og skulle han sitere noe fra skriften, ville tungen blir skåret av, og skulle det lykkes ham å lese Vedaen, ville kroppen hans blir hakket i stykker.”

Selv om vi ser bort fra slike drastiske påbud, eller gir mindre alvorlige tolkninger av dem, står vi tilbake med det faktum at de forskjellige hellige bøker selv ikke antyder noen sannhetsverdi av andre lands og folks tro. Det grunnleggende spørsmålet som reiser seg her, er at dersom alle disse religiøse forestillingene egentlig var sanne, hva ville da visdommen være i det å presentere gudsbegrepet i avgrensede og restriktive former?

Koranen tilbyr en løsning på problemet. Den sier at før åpenbaringen av Koranen og Den hellige profeten Muhammeds komme, har guddommelige veiledere virkelig blitt sendt til ethvert land og enhver del av jorden, men deres virkeområde var regionalt og deres fullmakt foreløpig. Dette fordi den menneskelige sivilisasjonen ennå ikke hadde nådd et utviklingsstadium som gjorde den fortjent til å besitte en universell budbringer med et universelt budskap.

(Noen særskilte trekk ved Islam)

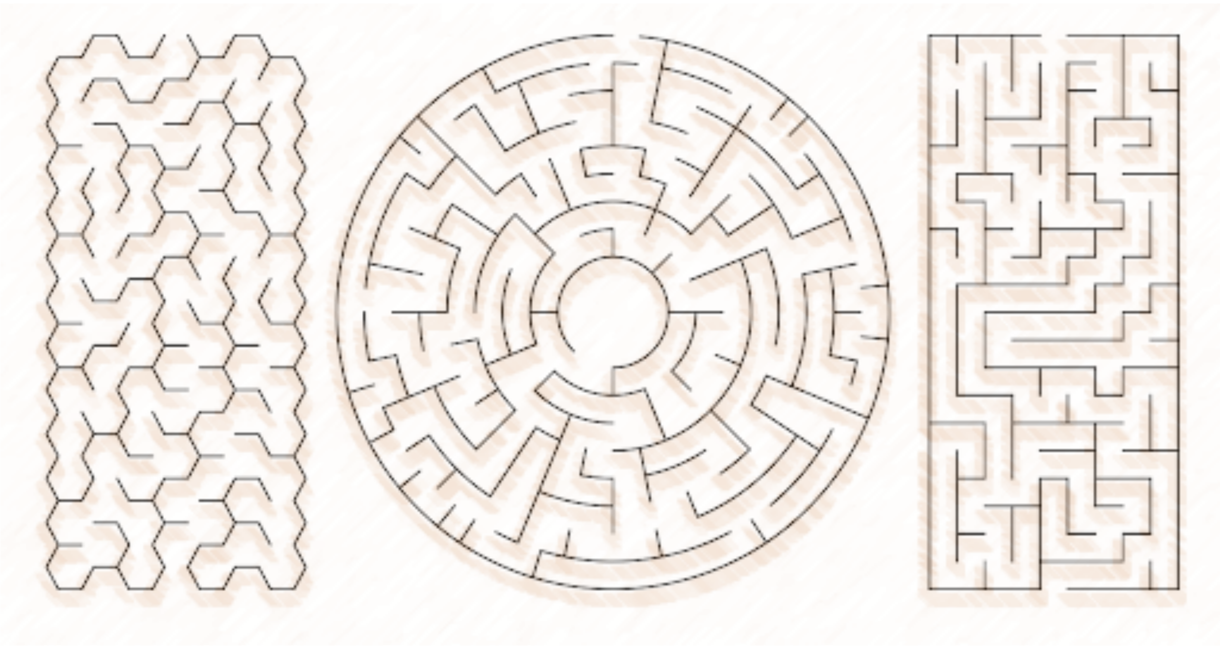

NASIRATS HJØRNE

Noen særskilte trekk ved islam

-intet monopol på sannheten

Når en er inne på de særegne trekk ved islam, er det første og mest attraktive trekke som slår en, at islam fornekter å ha monopol på sannheten, og at det ikke skal ha vært noen andre sanne religioner. Heller ikke hevder den at araberne har vært alene om å motta Guds kjærlighet. Islam er den eneste religionen som totalt forkaster ideen om at noen tro, rase eller folk alene har monopol på sannheten. I stedet erklære den at guddommelig ledelse er en allmenn gave som har hjulpet menneskeheten til alle tider. Koranen forteller oss at det verken finnes en rase eller et folk som ikke har vært velsignet med denne gaven, og at det ikke finnes et område på jorden eller en samling mennesker som ikke har mottatt profeter og sendebud fra Gud. I motsetning til dette islamske verdensomspennende syn på manifestasjonen av Allahs gunst til alle folkeslag på jorden, blir vi slått av det faktum at ingen andre religiøse skrifter bekrefter eller en gang nevner muligheten for at andre folkeslag eller nasjoner skal ha mottatt lys og ledelse fra Allah på noen som helst tidspunkt. Sannheten og gyldigheten av en lokal og regional religion er faktisk understreket så sterkt, og sannheten om andre religioner ignoreres så totalt, slik at en skulle tro at Gud kun verner en tro, et folk og en rase, med total utelukkelse av alle andre innbyggere på jorden. En skulle tro at sannhetens sol bare står opp og går ned over en begrenset horisont for ett spesielt folk, med utelukkelse av resten av verden, som så og si er forlatt og dømt til evig mørke. Et eksempel på dette er Bibelen, som gjentagende nevner denne den eneste Herren som Israels Gud:

"Velsignet være Herren, Israels Gud." Selv ikke i forbifarten bekrefter den sannhetsverdien av andre religiøse åpenbaringer som er skjenket andre land og andre mennesker. Derfor er jødenes tro om at alle de israelske profetene kun ble sendt til Israels stammer, i full overensstemmelse med Bibelens intensjon og budskap. Jesus erklærte at hans komme var ment for å lede hebreerne alene, og han sa: "Jeg ble sendt til de tapte får av Israels hus," og han formante disiplene sine med ordene: "Gi ikke til hundene det som er hellig, og kast ikke perlene deres for svin."

Rapport Hifz-e-Qasida Waqfat og Nasirat

Sommerferien i året 2020 sto livet ganske stille og det var ikke så mange aktiviteter på grunn av korona-pandemien. Siden vi var «låst inne» i husene våre, slo tanken om å la Waqfat-e-Nau og Nasirat memorere arabisk Qasida gjennom online-klasser. Nasirat fikk tiden frem til desember med å lære seg alle 70 vers av Qasida «يا عين فيض الله والعرفان» av Den utlovede Messias (as). Nasjonal president for Lajna, sekretæren for Nasirat og den ansvarlige for Waqfat-e-Nau la en fullstendig plan for gjennomføring. Deretter ble det sendt et rundskriv til majalis med kontaktinformasjon slik at de som hadde lyst kunne delta.

Med Allahs nåde meldte 40 stykker seg på. Disse ble delt inn i 10 grupper, med en lærer per gruppe. Lærerne startet opp sine klasser fra den 13. juli 2020, først etter å ha vært i kontakt med mødrene til de påmeldte. Både elevene og deres mødre ga en veldig positiv respons – elevene fortsatte å memorere vers fra Qasida med stor iver.

Fra sentralt hold ble det opprettet 3 nivåer med måloppnåelse: 30, 50 eller 70 vers. Eleven som klarte den første måloppnåelsen, ble hørt av den ansvarlige for Waqfat-e-Nau eller sekretæren for Nasirat. Og eleven ble oppmuntret til å fortsette å memorere. Elever som hadde noen få vers igjen fra å nå måloppnåelsen, fikk utvidet tid til å memorere resterende. Slik varte denne konkurransen frem til 17. januar 2021.

Ved Allahs nåde klarte 11 nasirat og waqfat, med hjelp fra sine lærere og mødre, å memorere hele Qasida. Foruten dette klarte 4 nasirat å memorere 50 vers, mens 6 nasirat klarte 30 vers. Må Allah akseptere Den utlovede Messias bønner til fordel for nasirat, deres mødre og lærerne.

Nasirat som memorerte hele Qasida:

1. **Airah Afkari**
2. **Avira Hayat**
3. **Iman Munawar**
4. **Hiba Khawaja**
5. **Sbikah Shahid**
6. **Attia Muzaffar**
7. **Laiba Mahmood**
8. **Malaika Malik**
9. **Maleeha Nasir**
10. **Manal Waseem**
11. **Manha Safdar Malik**

Rapporten er skrevet av Nasirat- & Waqfat-e-Nau avdeling.

SJOKOLADEBOLLER

Sbikah Shahid

Ingredienser:

1 pose	Tørrgjær
150 g	Smør
6,5 dl	Melk
150 g	Sukker
1 kg	Hvetemel
200 g	Melkesjokolade (eller kokesjokolade)
Pensling:	Egg eller melk

Fremgangsmåte:

1. Smelt smør på lav temperatur og bland inn i lunken melk.
2. Pass på at smør- og melkeblandingen er fingervarm, og hell gjær i.
3. Bland omtrent ¾ av melet inn i røren.
4. Dekk deigen og la den heve i en time.
5. Bruk resten av melet inn i deigen og kna godt.
6. Kutt sjokoladen i grove biter og kna de inn i deigen.
7. Del deigen inn i omtrent 30 like store klumper og rull dem til jevne boller. Sett dem på et stekebrett og la dem etterheve i ca. 30 min.
8. Pisk et egg (eller bruk melk) til å pensle jevnt over bollene før du steker dem midt i oven på 200°C i 14 – 15 min.

Bollene kan godt fryses :)

Kilde: www.detsoteliv.no

Helse Avdeling

Et godt kosthold

Rumana Noor Qadir

I denne teksten vil jeg gå litt nærmere inn på hva man bør spise og hvordan man kan passe på sin helse. Det er viktig med et variert kosthold, og spise grønnsaker, frukt, bær, fisk og grove kornprodukter. Man bør også vite hvor mye man spiser av hva.

Allah har velsignet mennesker med mye godt. Noe er vi blitt skjenket av Den nåderike Gud uten at vi har ønsket oss det, og noe har Han gitt oss som svar på våre bønner. Vårt liv, kropp, helse, barn og natur er alle eksempler på Guds nåde og barmhjertighet. God helse er uten tvil en gave fra Gud. Vi bør være Ham takknemlig og ikke ta den for gitt. Allah har både gjennom Sin bok; den hellige Koranen, og Profeten[sa] lært oss at vi kan spise og drikke av mat som er ren og halal, spise med måte og ikke kaste maten.

Den hellige profeten[sa] pleide å ikke spiste seg mett. Han lot alltid 1/3 av magen være tom. Vi vet nå at det holder magens fordøyelsessystem stabilt, hjelper mot overvekt og over tid gir en følelse mot vær og vind; og på like vis beskytter sunt kosthold og gode matvaner vår helse og reduserer risikoen for sykdom.

Sunt kosthold innebærer blant annet næringsrik mat som har godt med vitaminer og mineraler som er vikitge for oss. D-vitamin er for eksempel et vitamin som mange mennesker har for lite av og som er viktig for et godt immunforsvar. Man kan få D-vitaminer fra blant annet fisk, sollys, egg og sopp.

Fisk inneholder nyttig fett som er godt for vår kropp. Den hjelper oss både fysisk og psykisk. Gunstige effekter kan være bedre konsentrasjon, sterkere skjelett, forebygge hjerte- og karsykdommer, redusert risiko for kreft og diabetes og bedre immunforsvar.

Det er viktig å huske å spise mat som gir mer energi i stedet for mat som gjør oss lat. Å passe på vår helse er en måte å vise takknemlighet overfor Gud som har skapt oss.

blitt presentert i innlegget. Sansen for ærbarhet må være tilstede, og når den først er på plass vil viljen fortsette. Jeg spurte jenta, som hadde kommet for å møte meg, om hun brukte sjal eller annet hodeplagg. Til den tid brukte hun kun et tynt skjerf på hodet, og ikke noe annet. Uansett så lovte hun å dekke seg til fremover, og jeg har siden hørt at hun gjør det. Så lenge bevisstheten rundt tildekking ikke vokser hos waqifat-e-nau, er det ingen nytte i å gi store tomme løfter og lese dikt om det.»

Vår kjære kalif[aba] sa at: «Nå er det flere som møter meg mens jeg er i Norge. Hos noen av kvinnene som kommer for å møte meg oppleves det som om *nikaben* har blitt dratt frem etter en lang stund. Det var i 2005 jeg tidligere besøkte Norge. Denne nikaben skal ikke hentes frem etter seks år, kun for å møte meg, men hver eneste dag, og forbildene for dette er det nettopp waqifat-e-nau som skal skape.»

Hudoor[aba] sa videre at: «Som jeg har sagt er det waqifat-e-nau som skal være forbilder, dere må derfor ikke tenke at dere er for unge. I Tyskland har jeg nylig sagt i majlis Khudam-ul-Ahmadiyya sin ijtema at dersom de tror at de eldre ikke oppfyller sine plikter, ikke følger islamsk lære og heller ikke tjener trossamfunnet slik de burde, bør de unge ta steget frem.»

Vår kjære kalif[aba] sa også at: «Lajna og nasirat sine organisasjoner ble også opprettet av den grunn, og akkurat derfor har waqifat-e-nau også blitt opprettet. Waqifat-e-nau kan ikke ha en aktiv rolle på samme måte som våre imamer, som blir gitt egen trening og sendt ut som ansatte misjonærer. Der en kvinne ikke kan sendes alene kan en mann sendes. Waqifat-e-nau skal være forbilder for andre kvinner, både eldre og yngre»

Waqifat-e- nau Norge med Hudoor[aba]

28 september 2011

Zoya Smamah Shahid

<u>Også i forbindelse med tildekking er det waqifat-e-nau som skal være forbilder</u>

Vår kjære kalif[aba] sa: «Dere har presentert et veldig fint innlegg om tildekking, men tildekking oppnås ikke kun ved fremleggelse av fine innlegg. Dette emnet er noe som angår hele verden, men i Europa spesielt er det viktig å sette fokus på det. I en tid ble det mottatt veldig mange klager angående svakhet i purdah i Norge. Derfor ga Den tredje kalifen[ra] en veldig streng tale om dette i landet. Jeg har også nevnt denne talen i min fredagspreken og fremlagt eksempelet. Jeg har selv ikke opplevd dette, men ut ifra det som ble sagt antok jeg at nøysomheten rundt tildekking er manglende. En gang kom det ei waqf-e-nau jente for å møte meg i England. Hun hadde dratt opp kåpeermer til albuene. Slik tildekking er det ingen vits i. Tildekking for waqifat-e-nau, og deres klesstil når de blir eldre, bør være av den slag som har

Waqifat-e-nau avdeling

Hadrat Umm-e-Habibah[ra]

Maryam Rizwan

Hadrat Umm-e-Habibah[ra] var datteren til Abu Sufyan ibn Harb, en berømt høvding i Quraish. Abu Sufyan avviste islam, og var en fiende av muslimene. Hadrat Umm-e-Habibah[ra], derimot, konverterte til islam svært tidlig, og var en trofast muslim.

Hun var først gift med Ubaidullah bin Jahsj. Begge migrerte til Abessinia da forfølgelsene mot muslimene ble uutholdelige. Hennes egentlige navn var Ramla bint Abi Sufyan, men hun ble kalt Umm-e-Habibah (mor til Habibah) på grunn av deres datter Habiba. Hennes ektemann konverterte fra islam til kristendommen, og døde kort tid etter. Etter hans død ble Umm-e-Habibah[ra] igjen i Abessinia.

Profeten[sa] sendte da et ekteskapsforslag til henne gjennom kongen av Abessinia. Tidligere hadde Hadrat Umm-e-Habibah[ra] sett i en drøm at hun ble kalt «ummul-mo'minin», altså tittelen til Profetens koner. Først ble hun skremt av denne drømmen, men så tolket hun den som et ekteskap med Profeten[sa]. Nikah-sermonien ble dermed utført av Najashi, kongen av Abessinia, og hun migrerte senere til Medina for å forenes med sin mann. Motivet bak dette ekteskap var blant annet å redusere fiendskap med Quraish ved å gifte seg med datteren til en høvding.

Hadrat Umm-e-Habibah[ra] elsket Profeten[sa] høyt, og kjærligheten var gjensidig. Til tross for fiendskapen hennes far hadde mot islam, ba Den hellige profeten[sa] henne alltid å behandle ham med respekt og vennlighet. En gang besøkte Abu Sufyan datteren sin og satte seg på madrassen til Profeten[sa]. Da brettet Umm-e-Habibah madrassen sammen med en gang, og sa at islams fiende ikke fikk sitte på samme sted som Den hellige profeten[sa].

Hadrat Umm-e-Habibah[ra] var en svært religiøs kvinne som veiledet kvinner og lærte dem viktige ting i islam. Hun har berettet blant annet om noe Profeten[sa] skal ha sagt: "Et hus skal bygges i paradiset for alle som ber tolv raka'at i døgnet." Hun sier selv: "Jeg har aldri forlatt denne skikken siden jeg hørte den fra Allahs Profet[sa]. (Sahih Muslim, Hadith 728)

Hadrat Umm-e-Habibah[ra] døde omtrent 74 år gammel og ble gravlagt i Jannat-ul-Baqīh.

Kilder:

Al-hakam artikkel skrevet av murabbi Awais Rabbani, 3. jan 2020

Boken «Ehle-baite-rasool» av Hafiz Muzaffar Ahmad

Universitetet al-Qarawiyyin har spilt en nøkkelrolle i de kulturelle og akademiske forholdene mellom europa og den islamske verden i middelalderen. Universitetet ble ansett som et stort intellektuelt senter i den tid.

Mange bemerkelsesverdige studenter har studert ved dette universitetet. Blant de kjente ikke-muslimene er nok den jødiske filosofen Moses Maimonides den mest berømte. Også den berømte kartograf/geograf Muhammad Al-Idrisi skal ha tilbrakt tid i byen Fez. Og det sies at i løpet av den tiden skal han ha studert ved Universitetet al-Qarawiyyin. Ryktene sier at selv Gerbert av Aurillac, bedre kjent som pave Sylvester 2, skal ha studert ved dette universitetet. Det er han som får æren av å introdusere arabiske tall (som vi bruker den dag i dag) for resten av Europa.

Universitetet al-Qarawiyyin er fortsatt i drift i dag. I tillegg til kurs i religiøs utdanning og Koranen, gis det undervisning i arabisk grammatikk, logikk, rettsvitenskap, medisin, retorikk, astronomi, kjemi, historie og musikk ved dette universitetet.

I en studie fra 2017 viste det seg at 130 millioner jenter fra hele verden ikke kunne gå på skole bare fordi de var jenter. Fatima al-Fihri har lært oss at en muslimsk jente kan få utdannelse selv bak slør. Ved å utdanne seg kan hun gjøre en forskjell både i huset og i samfunnet. Hun skal ikke skamme seg over å være en muslimsk jente, men være stolt av det.

Det første budet i Koranen er å tilegne seg kunnskap, som gjelder for både menn og kvinner.

Fatima al-Fihri etablerte konseptet om universitetet slik vi kjenner det i dag. Det var Fatimas visjon og engasjement, sammen med hennes uselviske bidrag til å spre kunnskap, som førte til etableringen av et monumentalt universitet, det første universitetet i verden, Universitetet al-Qarawiyyin, som banet veien for moderne universiteter over hele verden.

Referanser:https://manchesteruniversitypress.co.uk/articles/fatima-al-fihri-founder-worlds-first-university/, wikipedia

FATIMA AL-FIHRI

Sabika Azam

Fatima al-Fihri ble født i år 800 i byen Kairouan i Tunisia. Hun var datter av en rik handelsmann. Hennes fulle navn var Fatima bint Muhammad al-Fihriya al-Qurashiya. Hun ble også kalt umm-ul-banin, altså «mor til gutter».

Det er ikke mye som er kjent om hennes tidligere liv, og få kjenner til hennes navn. Men vi vet at hun ble født i en velstående handelsfamilie som verdsatte utdanning høyt, også for kvinner. Både Fatima og hennes søster Maryam var vel utdannet. Tidlig på 800-tallet migrerte familien al-Fihri til Fez, i Marokko. Ved farens død arvet Fatima og Maryam en stor formue. Begge søstrene ønsket å bruke arvede pengene på arbeid som kunne være til nytte for samfunnet for å motta Guds velsignelse. De valgte å bruke pengene på moskeer, og promotering og utvikling av utdanning. Fatima bygde Al-Qarawiyyin moské, en moské og utdanningsinstitusjon til fordel for lokalsamfunnet. Gradvis utviklet institusjonen inn til et universitet som ble et viktig utdanningssenter og et av de første islamske og mest prestisjefylte universitetene i verden.

Universitetet al-Qarawiyyin:

Universitetet al-Qarawiyyin ble etablert i år 859 av den kunnskapselskende muslimske kvinnen Fatima al-Fihri.

Universitetet regnes som det største kunnskapssenteret i Middelhavet. Det er et av de viktigste utdanningssentrene i den muslimske verden og er blitt anerkjent av UNESCO og Guinness World Records som det eldste eksisterende og kontinuerlig opererende universitetet i verden.

etter å bli mer sannferdig. Alle hans krefter bør gå til å gjøre dette og han bør holde seg opptatt med bønnen om at måtte Gud øke hans kunnskap.

4) Han bør være viljesterk. Han burde ikke kjenne til tretthet eller fortvilelse, og heller ikke vise latskap i sine handlinger.

5) Han burde alltid vende seg til Gud og be om Hans hjelp. Uansett hva som kommer på hans vei så burde han stole på Gud og be om Hans hjelp samt være sikker på at den hjelpen vil komme

6) Han skal være en slik person hvis visjoner og åpenbaringer forsikres av Gud. Det er for det meste via åpenbaringene at Imamen får spirituell kunnskap fra Gud.

Etter å ha beskrevet egenskaper som er nødvendige for tidens Imam, skriver Den utlovede Messias[as] at: Han er den imamen som skulle komme for denne tiden og at han oppfyller alle betingelsene som er skrevet ovenfor.

Dette er en viktig og lettlest bok som gir oss et dypdykk i hvordan vi i enda større grad kan være sikker på at vi har valgt å følge den sanne Messias. Enhver av oss bør gjøre vårt ytterste i å lese denne boken, spesielt nå som den skal jobbes mye med i organisasjonen vår. Boken finnes både på urdu og engelsk på webside www.alislam.org.

Det er vår plikt som medlemmer av denne menigheten å alltid søke kunnskap som kan hjelpe oss i å forkynne det riktige budskapet til verden. Koranen og profeten Muhammad[sa] sitt liv er vår øverste lære som igjen forskjønnes av Den utlovede Messias[as]. Den beste måten å få nærhet til ham og lære om ham er ved å nettopp lese hans bøker.

Måtte Allah gi oss alle evner til å nyttiggjøre oss av den kunnskap som finnes rundt oss, Amen.

INTRODUKSJON TIL BOKEN

«BEHOVET FOR IMAMEN» AV DEN UTLOVEDE MESSIAS[AS]

Annum Saher Islam

«*Zaroorutul Imam*» er den originale tittelen til boken og er skrevet av Den utlovede Messias, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad fra Qadian. Den ble for første gang gitt ut på urdu i 1898. Deretter har flere utgaver av den ble gitt ut på urdu, mens engelsk utgaven først så dagens lys i London i 2007.

Boka går dypt inn på behovet for tidens imam og forteller oss om hans kvaliteter, egenskaper og kjennetegn som den Guddommelig utvalgte guiden. Videre forteller boken også om hvordan vedkommende skulle samle folket, være mottakeren av åpenbaringer og hvordan alt dette er å finne i personen som faktisk skrev denne boken.

Boka starter med en referanse til en hadith som sier at den som ikke anerkjenner tidenes imam vil dø en død verdig en ignorant person. Ifølge Den utlovede Messias[as] bør denne beretningen i seg selv være nok for et gudfryktig menneske til å søke etter tidens imam.

Videre snakker han om hvordan en Imam ikke er enhver person som har en drøm, visjon eller en åpenbaring. Egenskapene som er essensielle å finne i tidens Imam er som følger:

1) Han skal ha en sterk personlighet. Siden Imamen må møte på ulike utfordringer og mennesker med dårlige egenskaper, må han selv ha en høy moralsk evne som gjør det vanskelig for å bli sint.

2) Han bør ha «Imamat» sine krefter. Det betyr at han må være veldig ivrig etter å gå videre på veien til de sannferdige, veien til Guds kjærlighet og andre egenskaper av den art.

3) Han bør ha mye kunnskap. Det å være en Imam krever at en person er ivrig for å strebe

I boken "Introduction to the study of the Holy Quran" s. 107, skrevet av Khalifatul-Masih II[ra], står det følgende:

"Den aller første åpenbaring fra den ærverdige Koranen som tok sted var nettopp i denne hulen. En dag mens profeten Muhammad[sa] ba i hulen hørte han en stemme som sa til han, "Les!". "Jeg kan ikke lese.", svarte Profeten[sa]. Vedkommende insisterte og fikk Profeten[sa] til å resitere følgende vers:

"Foreles i din Herres navn, som skapte, skapte mennesket av en klump blod. Foreles, og din Herre er all nådes Herre, som lærte ved pennen - lærte mennesket, hva det ikke visste." (96:1-6)"

Dette var engelen Gabriel som kom med Guds første bud til profeten Muhammad[sa].

Mirza Bashir Ahmad sahib beretter denne hendelsen slik i sin bok "Seerat-un-nabi":

"Da profeten Muhammad[sa] fylte 40 år og var moden nok til å motta åpenbaring fra Gud, skjedde denne hendelsen. Dette fant sted under ramadanmåneden på en mandag under siste "a'shra". Mens Profeten[sa] var beskjeftiget i bønn, dukket det opp en fremmed skikkelse foran ham, som mest sannsynlig var Guds engel, Gabriel. Gabriel sa til Profeten[sa] "Iqra'" - si med din tunge eller foreles til folket. "Jeg kan ikke lese.", svarte Profeten[sa]. Engelen ristet profeten Muhammad[sa] forsiktig og sa "Iqra'" for andre gang. Profeten Muhammad[sa] svarte igjen det samme. Etter at dette skjedde for 3. gang, leste engelen de ovenfor nevnte versene.

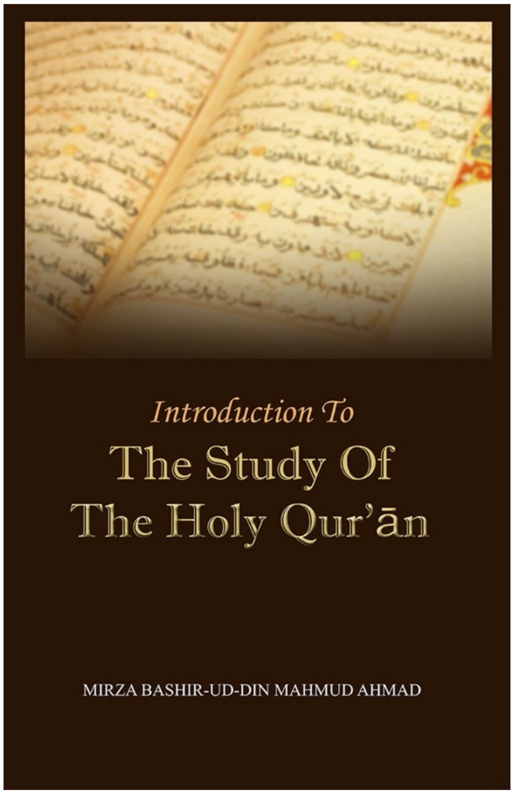

Profeten Muhammad[sa] ble veldig skremt av denne hendelsen og gikk hjem til Hadrat Khadijah[ra] med én gang. Han var veldig nervøs og sa til henne at hun skulle trekke et pledd over ham. Hun trøstet ham og sa at Gud aldri vil la ham være alene.

Hira hulen

Nabila Rafiq

Hulen Hira ligger ca 6 kilometer unna Ka'baen. Den ligger på toppen av et fjell som heter "Jabal-al-Nor". Ved bunnen av fjellet er det en landsby som heter Nor. Navnet Nor finnes skrevet over alt i denne landsbyen; på busser, taxier, butikker osv. Veien rundt fjellet heter "Shahrah-e-Nor". Selv om det idag finnes bedre stier og trapper for å komme seg frem til hulen, er det fryktelig vanskelig å komme seg til den. En som klatrer til hulen vil alltid undre over hvordan profeten Muhammad[sa] klarte å komme seg til den, og ikke minst hvordan han tilbrakte tid i den i nattens mørke.

Fra historien får vi vite at Hadrat Zaid[ra] pleide å ta med seg mat til Profeten Muhammad[sa] mens han oppholdt seg i hulen. Vi kan også lese at Hadrat Khadijah[ra] har vært der. Hulen er en milepæl i islams historie. Da profeten Muhammad[sa] fylte 40 år bestemte han seg for å benytte mesteparten av sin tid til å be Gud i denne hulen og tilbrakte flere dager her. Dette er den mørke hulen fra hvor lyset spirte og spredde seg til alle verdens hjørner.

før Messias, og Messias vil da slutte seg til Mahdi og hans etterfølgere i tilbedelse[1]; og på den andre siden at Messias selv er Mahdi (Ibn Maja, Bab Shiddautz Zama), hva skal vi gjøre? Godta den ene uttalelsen og avvise den andre?

Er det ikke heller vår plikt å vurdere de to ytringene nøye og prøve å forene de? De kan forenes dersom vi bruker en av dem til å tolke den andre.

Den eneste logiske tolkningen som kan gjøres er at det kommer et sendebud blant tilhengerne av Den hellige profet[sa]. Dette sendebudet vil først presentere seg selv som en reformator og senere kunngjøre seg som profetiens Messias. Den samme personen vil være Mahdi så vel som Messias.

Ankomsten av en stor guddommelig reformator er blitt spådd i de hellige skriftene til ulike religioner. En meget bemerkelsesverdig profeti fra vår hellige profet Muhammad[sa] hjelper en som søker sannhet. Ifølge denne profetien ville måne- og solformørkelser på de angitte datoene i Ramadan-måneden tjene som tegn på hans komme. Hadrat Muhammad bin Ali[ra] beretter: "*For vår Mahdi er det to tegn som aldri har vist seg siden skapelsen av himmelen og jorden, nemlig at månen vil bli formørket den første natten i Ramadan (dvs. den første natten som en måneformørkelse kan forekomme) og solen vil bli formørket på den midtre dagen (dvs. på en av dagene da en solformørkelse kan forekomme), og disse tegnene har ikke blitt vist siden Gud skapte himmelen og jorden."* (Sunan Darqutni, kitabul eidain; salat-ul-kasoof-ul khasoof wa haitahuma)

Denne hadithen kan styrkes av det faktum at den hellige Koranen nevner formørkelser som viktige tegn på oppstandelsens tilnærming. Vi leser i sura Al-Qiyamah vers 9-10: "*Og månen er formørket. Og solen og månen blir samlet."* Roten til profetien ligger altså i den hellige Koranen, og hadithen belyser versene i den hellige Koranen med verdifulle detaljer. Vi kan også finne lignende referanser fra det nye testamentet. Jesus[as] fortalte om tegnene på hans andre komme: «*Straks etter den tidens trengsel skal solen formørkes, og månen miste sitt lys."* (Matteus 24:29). Videre finner vi lignende i den hellige boken til sikher, Sri Guru Garanth Sahib, hvor det står: *"Når Maharaj kommer som Nahkalank, vil solen og månen være hans hjelpere."*

Alle religioner venter på messias' komme, men misforståelsen ligger i at alle venter på sin messias. I lys av referansene nevnt ovenfor, har messias allerede kommet og han har kommet for hele menneskeheten.

Kilder: https://www.alislam.org/question-answer/need-for-imam-mahdi/, https://www.alislam.org/articles/imam-mahdi/

Imam Mahdis status

Raazia Mahmood

Jødedommen, kristendommen, hinduismen, buddhismen, islam og mange andre religioner venter på at en messias eller tilsvarende skikkelse skal komme. Betyr det at det skal komme en messias til hver religion? Vi ahmadiyyamuslimer mener at alle religionene i realiteten taler om en og samme person, nemlig Den utlovede Messias, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as].

Alle muslimer tror at den hellige Koranen uten tvil er en fullkommen bok og at tradisjonene til Den hellige profeten[sa] er endelige. De mener at det som er skrevet i Koranen og alt som ble utført av Profeten[sa] skal følges, tros på og aksepteres til enhver tid. Vår hellige Profet[sa] visste også at Koranen er fullkommen og at han er den siste profet, men til tross for dette profeterte han at det vil komme en tid hvor Imam Mahdi skal vises og bli oppreist av Allah. La oss nå stille et oppriktig spørsmål: *Hva var behovet for Imam Mahdi og hvorfor skal vi akseptere Imam Mahdi når den hellige Koranen er den fullkomne bok?*

Vi leser i den hellige Koranen, 62:4, at:" Og *(Han vil også oppreise Sitt sendebud) blant andre av dem som ennå ikke har sluttet seg til dem, og Han er den Allmektige, den Allvise."*

Ifølge Bukhari (65:1 XXI, I) spurte Abu Hurairah[ra] Profeten[sa] om hvem det er snakk om i ordene "og blant andre av dem, som ennå ikke har sluttet seg til dem". Profeten[sa] la omsider hånden på perseren Salmans[ra] skulder, og sa: "Selv om troen forsvant opp til syvstjernen, ville en mann fra disse visselig finne den (og bringe den tilbake til jorden)". Mirza Ghulam Ahmad[as] var av persisk herkomst og hevdet, at han var Den utlovede Messias[as].

Fra Den hellige profetens[sa] tradisjoner er det tydelig at Den utlovede Messias[as] skulle være en tilhenger av Den hellige profeten[sa]. En hadith forteller oss at: *"Mahdi er ingen andre enn Messias"* [Ibn-e-Maja] En annen hadith sier: *"Hvordan ville det være med deg når Marias sønn kommer ned blant dere, og du vil få en leder oppreist blant dere? "* [Bukhari, kitabul-anbiya, kapittel nuzul Isa bin Maryam]

Disse to tradisjonene etterlater ingen tvil om at Messias vil også være Mahdi. Han ville lede etterfølgere av Den hellige profeten[sa] og ville være en av dem, ikke en utenforstående. Å tro at Messias og Mahdi er to forskjellige personer, blir feil. Det er mot den tydelige indikasjonen i hadithen:" Mahdi *er ingen annen enn Messias."* De troende bør tenke nøye over utsagnene til Den hellige profet[sa]. Hvis uttalelsene virker motstridende, er det for oss å prøve å løse motsetningene. Hvis Profeten[sa] sa på den ene siden at Mahdi vil dukke opp

nødvendig liggende til sengs, prioriterte Profeten[sa] å gå til moskeen for bønn. Ved en anledning da Den hellige profeten[sa] ikke klarte å komme seg til moskeen ba han Hadrat Abu Bakr[ra] å lede bønn. Med en gang han følte at tilstanden var bedre, ba han om å få støtte slik at han kunne komme seg til moskeen. Han la sin vekt på skuldrene til to menn, og i følge hans kone, Hadrat Aisha[ra], var han så svak at føttene ble slept langs bakken.

Profeten[sa] aksepterte ikke at bønn eller tilbedelse ble gjennomført på befaling eller som botsøvelse. En gang da han kom hjem og observerte et tau som hang mellom to bærebjelker, spurte han om årsaken til det. Til svar fikk han vite at hans kone, Hadrat Zainab[ra], hadde som vane å støtte seg på det hvis hun ble trøtt i løpet av bønn. Profeten[sa] ba om at tauet skulle fjernes og sa at bønn bare skulle fortsette så lenge man følte den var uten anstrengelse og med glede. Hvis man ble sliten, burde vedkommende sette seg ned. Han mente at bønn ikke skal føles som noe ekstraarbeid, og hvis man fortsetter med det selv etter at kroppen er utmattet, mislykkes man med formålet.

Hans kjærlighet og hengivenhet til Gud uttrykte seg på mange måter. Han var stadig opptatt med å be for Guds tilgivelse og velgjørenhet. Den hellige profeten Muhammad[sa] var alltid bevisst på at han var i Guds nærvær. Når han skulle legge seg for å sove pleide han å si: *«Å, Allah! La meg dø med Ditt navn på mine lepper og la meg stå opp med Ditt navn på mine lepper.»* Og når han våknet pleide han å be: *«All lovprisning tilkommer Allah som har brakt meg til livet etter døden og en dag skal vi alle samles hos Ham.»*

Han lengtet konstant etter Guds nærhet, og en av hans gjentatte bønner var: *«Å Allah! Fyll mitt hjerte med Ditt lys, og fyll mine øyne med Ditt lys, og fyll mine ører med Ditt lys, og bring Ditt lys på min høyre side, og bring Ditt lys på min venstre side, og bring Ditt lys over meg, og bring Ditt lys under meg, og bring Ditt lys foran meg, og bring Ditt lys bak meg, og gjør Du, Å Allah, hele meg til lys».*

Bønnen har så mange fordeler og dens velsignelse overstiger vår fatteevne. En av de viktigste hensiktene med bønnen er for øvrig at den hjelper oss å bli kvitt all ondskap og umoralske handlinger.

Kilder: Boken: Uswa Insan-e-Kamil av Hafiz Muzaffar Ahmad

Boken: Profeten Muhammads[sa] liv av Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad[ra]

Profeten Muhammad[sa] sitt forhold til bønn

Madiha Dawood

Islams grunnleggende budskap er å ikke tilbe andre enn Den ene Gud, Allah. Vår kjære profet Muhammad[sa] sin kjærlighet og hengivenhet til Gud viste seg på flere måter. En av dem var at han pleide å dra langt vekk fra Mekka til en hule kalt *Hira* for å tilbe sin kjære Gud, Allah. Der pleide han å tilbringe flere dager, og det var i denne hulen at profeten Muhammad[sa] mottok sin første åpenbaring fra Gud om profetdømme.

Den hellige profeten[sa] tilbrakte mesteparten av sin tid i løpet av dagen, så vel som om natten, i tilbedelse og lovprisning av Gud. Han pleide å forlate sin seng ved midnatt og vie seg til tilbedelse av Gud, helt til det var tid for å gå til moskeen for morgenbønn. Noen ganger pleide han å stå så lenge i bønn at føttene hans hovnet opp. De som så ham i den tilstand ble alltid veldig rørt. Ved en anledning sa hans kone, Aisha[ra], til ham at: *«Gud har beæret deg med Sin kjærlighet og nærhet, så hvorfor utsetter du deg selv for ubehag?»* Han[sa] svarte: *«om Gud ved Sin nåde og barmhjertighet har tildelt meg Sin kjærlighet og nærhet, er det da ikke min plikt å være takknemlig overfor Ham? Takknemligheten bør tilta i forhold til det som mottas.»*

Vår kjære Profet[sa] begynte aldri på en oppgave uten guddommelig befaling eller tillatelse. For eksempel da han en gang ble utsatt for en alvorlig forfølgelse av folket i Mekka, forlot han ikke byen før han fikk guddommelig befaling om å gjør det. Hver gang profeten Muhammad[sa] hørte Guds ord bli resistert, ble han overveldet av følelser, og tårer begynte å renne fra øyene hans; særlig hvis han hørte vers som understreket hans eget ansvar.

Profeten Muhammad[sa] var svært påpasselig med å ta del i forsamlingsbønn. Selv ved alvorlig sykdom; når det er tillatt å be i eget hus og også om

DHUL-JALAL-WAL-IKRAM; DEN HERLIGE OG GAVMILDE

Den store og hederlige. Herrens navn er veldig velsignet, Han er kilden til all storhet og ære.

«og bare din Herres ansikt, Majestetens og Ærens Herre vil bli igjen» (Sura Al-Rahman, vers 28)

«Hvilken av deres Herres velgjerninger vil dere da benekte, (dere mennesker og djinner)?» (Sura Al-Rahman, vers 78)

AL-MUGHNI; DEN SOM BERIKER

Den som beriker Sine skapninger. Han er den som har makt til å gjøre de trengende rike av Sin nåde.

AR-RASHID; DEN SOM LEDER PÅ DEN RETTE VEI

Den som veileder på den rette vei. Allah er den eneste og den øverste veilederen som viser den riktige veien. Han sender profeter/budbringere og gjennom dem veileder Han folket.

«Og du ser solen, når den står opp, røre seg bort fra hulen deres på høyre side, og når den går ned, (vil du se den) forsvinne bort på venstre side, og de var imellom dens åpning. Dette hører til blant Allahs tegn. Den Allah rettleder, er visselig rettledet. Og den Han dømmer som villfaren, for ham vil du ikke finne noen hjelper (eller) fører.» (Sura Al-Kahf, vers 18)

Vi muslimer er oppfordret til å gjenspeile disse egenskapene Allah har, i oss selv. Guds nåde og barmhjertighet er virkelig enorm. Hvis vi prøver å gi plass til disse egenskapene i vårt sinn kan det gjøre oss til bedre mennesker.

Kilder:

- **www.alislam.org**
  - **Årlig konvensjon Tyskland 29. Juni 2013**
- **Fredagsprekener:**
  - **9. Mars 1984**
  - **6. Juni 2008**
  - **6. Februar 2009**
  - **7. May 2010**
  - **14. Februar 2003**
  - **Koran.no**

AL-HAYY: DEN LEVENDE

Allah er den som er evigvarende og som aldri dør. Han er den eneste perfekte som ikke blir et offer for sykdommer og det er av Ham alt levende blir skapt.

«Allah, det finnes ingen annen gud unntagen Ham, den Levende, den Selvopprettholdende og den Altoppholdende.» (Sura Al-'Imrân, vers 3)

AL-QAYYUM: DEN SELVOPPRETTHOLDENDE

Allah er helt fri fra avhengighet av noen form. Alt er avhengig av Ham og oppstår gjennom Ham.

«Og (alle) ansikter skal ydmyke seg selv for den Levende, den Alt opprettholdende og Selvopprettholdende; og den som bærer på synd, skal gå til grunne.» (Sura Tāhā, vers 112)

AL-JABBAR: GJENOPPRETTEREN

Uansett hva Allah bestemmer vil det skje uten noen feil, Han har all makt. Allah gjenoppretter hele skapelsen. Allah hjelper, trøster de svake og de sønderknuste. Han kan tvinge alt til Sin guddommelige makt/vilje.

«Han er Allah, det er ingen gud unntagen Han (alene), Kongen, den Hellige, Den som skjenker fred (og sunnhet), Den som gir sikkerhet, Beskytteren, den Allmektige, den Sterke, den Opphøyde. Hellig er Allah (og fri for enhver mangel, og høyt hevet) over det de setter ved siden (av Ham).» (Sura Al-Hasjr, vers 24)

AL-MUHSĪ, DEN SOM HOLDER REGNSKAP

Allah er den som kjenner til alt, og tar hensyn til alle ting i universet og kjenner de små detaljene og endringer. Han kjenner til alle menneskers intensjoner og handlinger, og holder regnskap.

«Og Vi har bevart alt i en skriftlig (form).» (Sura Al-Naba, vers 30)

«Og Boken vil bli forelagt dem, og du vil se de urettferdige skjelve for hva den inneholder, og de vil si: Ve oss, hvilken Bok er dette. Den utelater verken lite eller stort, men den har oppregnet det (alt sammen). Og de vil finne alt hva de har gjort, nærværende (i den), og din Herre gjør ikke urett mot noen.» (Sura Al-Kahf, vers 50)

«(På) den dag da Allah vil oppreise dem alle, vil Han meddele dem hva de har gjort. Allah har oppregnet det, men de har glemt det. Og Allah er Vitne til alle ting.» (Sura Al-Mudjâdilah, vers 7)

AL-MUHYI; LIVGIVEREN

Den som gir liv til alle skapninger, er Den allmektige.

«Se da sporene etter Allahs barmhjertighet; hvordan Han gir jorden liv etter dens død. Sannelig, det er (Han) som vil gi liv til de døde. Og Han har makt over alle ting.» (Sura Al-Rûm, vers 51).

Han gir også åndelig liv gjennom sine budbringere for å gjenopplive de åndelige døde menneskene.

Alt som er i himmelen, er Guds skaperverk. Akkurat som Gud er Skaper av alt som eksisterer i den fysiske verden, er Han også Skaperen av den åndelige verdenen. Det er imidlertid viktig å huske at den åndelige forsyningen er den virkelige, og som kun kan oppnås ved å tilbe Ham alene.

Den hellige profeten[sa] var en perfekt rollemodell for menneskeheten. Derfor, for å virkelig sette pris på Guds velsignelser, uansett det materielle eller åndelige, må vi følge i hans velsignede fotspor og fortelle verdenen om det.

Så Allah er den som har skapt alt som finnes, både det vi kan se og det vi ikke vet om.

AL-MUSAWWIR; FORMGIVEREN

Dette attributtet har en veldig lik betydning som Al-khaliq og grunnordet 'sawwara' betyr å danne og forme. Allah, den opphøyde, har skapt mennesket i sitt eget bilde ved at mennesket er blitt gjort i stand til å forstå og ta del i Guds egenskaper til en viss grad. Al-Musawwir er den som har gitt alt dens distinkte form og egenskap.

AL-MUQĪT; OPPRETTHOLDEREN OG AL-MUBDĪ; IGANGSETTEREN

Al-mubdī er den første skaperen. Al-muqīt er den som sørger for skapningene, den som korrigerer, fikser det ødelagte, tar regnskapet og den som omfatter alt.

AL-BB'ITH; GJENOPPVEKKEREN

Den som vekker de døde på dommens dag. Det kan også bety at Gud gjenoppliver mennesker som er åndelig døde ved å sende sin rettledning på forskjellig vis, blant annet ved å sende budbringere.

Han kan identifisere de sataniske kreftene for menneskene. Imamen vinner over de som er imot ham og forblir en imam for dem som får rett veiledning. *(Zarooratul Imam)*

Allah, den som veileder, bringer Sin egenskap av Rabubiyyat til handling og gjør tegn på triumf tydelige for fienden ved å hjelpe dem som er på riktig vei. Faktisk, på tidspunktet for adventen av Den utlovede Messias[as], var kristendommen vellykket i sitt angrep; så mye at muslimene i India ble sterkt påvirket av dem. De kristne misjonærene hadde planer om å være triumferende i India, men med adventen av Den utlovede Messias[as] ble de tvunget til å trekke seg tilbake. De kristne kom også fremover på kontinentet i Afrika, men på grunn av Den utlovede Messias[as] innrømmet de at ahmadiyya læren hadde bremset dem og forstyrret dem.

Vi blir også veiledet i vårt dagligdags liv, ved at Allah tester oss med vanskelige situasjoner for å hjelpe de sanne troende på rett vei, veien som holder oss nærmere Allah.

AL-KHALIQ; SKAPEREN

Khaliq betegner den som lager noe, og skaper fra bunnen av. Den hellige Koranen sier: 'Allah skapte himlene og jorden ...' (Sura Al-Ankabût, vers 45) Det blir også nevnt at: 'himlenes og jordens Skaper ...' (Sura Al-Baqarah, vers 118) og '... som har skapt dere av et vesen, og av det skapte ...' (Sura Al-Nisâ, vers 2) og 'Og Vi har visselig skapt mennesket av et utdrag av leire, '(Sura Al-Mu'minûn, vers 13).

Gud har gjort menneskeheten mest fremtredende blant skapelsen og har skjenket den med alle slags velsignelser for dets næring. Alle disse forsyningene er skapt av Ham, inkludert himmelen og jorden. Han legger til rette for jordiske forsyninger gjennom himmelen, for eksempel regn.

Koranen sier: 'Si: Hva mener dere? – Hvis deres vann skulle synke (i jorden), hvem skulle så bringe dere (rent) kildevann.' (Surah Al-Mulk, vers 31).

«Og (det er) andre som venter på Allahs befaling, om Han vil straffe dem eller Han vil vende Seg til dem (i Sin nåde). Og Allah er Allvitende, Allvis.»

Sura Al-Tauba, vers 102:

«Og (det er) andre, som har vedkjent seg sine synder. De blandet en rettferdig handling med en annen (som var) ond. Kanskje vil Allah vende Seg til dem (i Sin nåde), sannelig Allah er Tilgivende, Barmhjertig.»

AL-RAZZAQ; FORSØRGEREN

Allah alene forsørger, både åpenlyst og skjult. Det er et ord som i virkeligheten bare kan brukes for Allah og ikke for noen andre.

Sura Hûd, vers 7: «Og det er ikke noe levende vesen på jorden hvis forsørgelse ikke påhviler Allah, og Han kjenner dets oppholdssted og dets hjemsted. Alt er i en tydelig bok.»

I dette verset har Allah gitt en erklæring om at det er Ham alene som gir. Allah er vår forsørger og Han gir oss det vi trenger; mat, bosted og andre materielle forsyninger. Han forsørger gjennom det åndelige også.

Allah forsørger ikke bare oss menneskene, men hele skapelsen.

AL-HADI; VEIVISEREN

Allah veileder oss på forskjellige måter og gir åndelig kunnskap slik at vi kan bli kjent med Han. Dette manifesterer seg på forskjellige måter. Mennesket antar å være mektig, noen hevder guddommelighet, andre faller ned for graver, og verdslige makter anser seg selv som uovervinnelige. Kort sagt er det enorm og tilsynelatende uendelig uorden i verden. Dette er når Gud manifesterer Sin kraft og viser verden at Han er Herren over alle verdener.

Den utlovede Messias[as] sa at det er tider når folk glemmer statusen sin som mennesker. Det er som om mørket faller over. Da sender den nådige Gud en imam til denne verden slik at

AR-RAHMAN; DEN MEST NÅDERIKE OG AR-RAHIM; DEN EVIG BARMHJERTIGE

Disse to attributtene er nevnt i den første suraen i Den hellige Koranen - Al-Fâtihah - som leses av alle muslimer under bønn. Disse er en del av starten på alle suraene i Koranen unntatt sura Al-Tauba. De er også en del av Bismillah.

Ar-Rahman betyr «Den mest nåderike» og Ar-Rahim betyr «Den evige barmhjertige», begge viser kjærligheten Gud har for Sine skapninger. Men hva er da forskjellen mellom dem?

I Den hellige Koranen sier Allah at Den nåderike Gud er Han som er kilden til alle velsignelser, og fra Ham skinner all godhet frem. Den nåderike Gud er Han som har skapt solen, stjernene, månen, planetene og hele universet. Og dette er noe som Allah har skapt for Hans skapninger uten diskriminering. De menneskene som tror virkelig på Den nåderike Gud vil bruke meste parten av sin tid til å være takknemlige overfor Ham.

«Ar-Rahman» betyr at Hans velsignelser og velvilje fordeles likt til alle, mens attributtet «Ar-Rahim» går ut på at menneskene velsignelses basert på deres individuelle oppførsel. Allah gir den som følger Hans befalinger de beste belønningene og vil alltid belønne de som strever og jobber hardt i godhetens vei med de aller beste frukter for innsatsen. Allah overser og dekker enhver persons mangler og lar ikke deres innsats gå til spille. Hvis et menneske opprettholder en sterk forbindelse mellom seg og Allah, vil Han belønne personen på mirakuløse måter.

AL-GHAFFAR; DEN TILGIVENDE

Dette attributtet går ut på at Gud tilgir oss både våre små og store feil. Mennesker er ikke perfekte og vi alle gjør feil, men Allah har sagt at den som søker tilgivelse, vil bli tilgitt. Gud er ivrig etter å tilgi våre synder. Han er barmhjertig, og en sann troende muslim vet at Allah vil tilgi. Derfor ber de om tilgivelse og gjør istighfār, og sannelig vil Allah tilgi dem.

Eksempler fra Koranen:

Sura Al- An'am, vers 55:

«Og når de som tror på Våre tegn kommer til deg, så si: Fred være med dere! Deres Herre har forskrevet Seg Selv barmhjertighet. Om en av dere handler ondt i uvitenhet og deretter angrer og forbedrer seg, så er Han visselig Tilgivende, Barmhjertig.»

Sura Al-Tauba, vers 106:

GUDS ATTRIBUTTER

Momna Ahmad

Attributter betyr egenskaper, og i denne sammenhengen forklarer de egenskapene til Allah. Han har flere tusenvis av attributter, men det er bare noen av dem som har blitt nevnt for oss i Koranen; altså bare de som vi mennesker klarer å forstå. I denne artikkelen står det en kort beskrivelse på noen av Allahs attributter.

RABB-UL-A'LAMIN; VERDENENES HERRE

Dette er en av de viktigste og grunnleggende egenskapene Allah har. Dette attributtet forteller oss at Allah er den som opprettholder og nærer alle mennesker. Allah oppfyller alle nødvendige krav og sørger for livsopphold for alle mennesker, uten noen form for diskriminering. Ifølge islam er Han Gud over hele verdenen. Han er muslimenes Gud og derfor gir han dem forsyninger og næringer. Men Han er også Gud for kristne, jøder, hinduer, sikher og folk i alle trosretninger og religioner, og derfor har Han gitt dem alle livets og næringens midler. Dessuten gir Gud selv til de som ikke tror på ham, og som tror at det de eier enten er et resultat av deres egen innsats eller på grunn av vitenskapelige fremskritt. Mens en sann muslim tror at fremskritt innen vitenskap også er et direkte resultat av Guds nåde og velsignelser.

På samme måte som Han har gitt mennesker mat og drikke, har Han også skapt midler for å beskytte dem. Han har plassert kurer for noen sykdommer innenfor visse ting til vår fordel, og det er anledninger hvor Gud selv bringer disse i lys. Det fins utallige andre ting som hele menneskeheten drar nytte av. Enten det er luften vi puster inn, vannet vi drikker, forskjellige faser i døgnet - enten det er dag eller natt - alle disse tingene og så mange flere har blitt gitt til hele menneskeheten av Gud. De har faktisk ikke bare blitt gitt til mennesker, men til hele Guds skapelse.

En søster fra en landsby i Liberia så i en drøm at hun ga 100 liberiske dollar i chanda. Kort tid etter mottok hun penger fra sin sønn og betalte dem i chanda også.

En bror skriver at han tidligere pleide ikke å betale sin hele chanda, men han har vitnet store velsignelser fra Gud siden han begynte å gjøre det.

En bror fra Australia ga en stor sum i chanda, og Allah returnerte hele summen til han den samme dagen.

En ny ahmadiyya muslim bror fra Australia forteller at han møtte sterk motstand og at han pleide å møte andre ahmadiyyamuslimer i skjul. Han begynte å betale chanda en måned etter å ha gjort bai'at.

En regional mu'allim (lærer) fra Benin skriver at en bror gikk hele veien for å delta i Jalsa, og ga pengene han hadde spart opp chanda.

Hudoor (måtte Allah være hans Hjelper) sa: Dette er menneskene Allah har gitt Den utlovede Messias[as], og dette er de menneskene som rettferdiggjør deres løfte avgitt ved bai'at. Disse demonstrasjonene av oppriktighet, lojalitet og ofring er et åpenbart bevis på Allahs hjelp til Den utlovede Messias[as]. Hvis våre motstandere kunne åpne deres øyne, ville de ha sett at alt dette er tegn på sannheten til Den utlovede Messias[as]. Vår eneste oppgave er å reformere oss selv og overgi oss til Gud.

Hudoor (må Allah være hans Hjelper) siterte noe statistikk fra det tidligere året og annonserte at Pakistan hadde holdt sin første plass, etterfulgt av Storbritannia, Tyskland, USA, Canada, India, Australia og Ghana. USA stod først når det gjaldt betaling per innbygger. Med Allahs velsignelser har mer enn 1.7 millioner medlemmer deltatt i waqf-e-jadid, som er en økning på 123.000 enn året før. Hudoor (må Allah være hans Hjelper) ba om at Allah måtte velsigne livet og eiendelene til alle de som har bidratt, og gjøre det mulig for dem å gi enda større ofringer i fremtiden. Amen.

Kilde:

Engelsk resymé, sendt av Ch. Hameedullah, Wakil A'la, Tahrik Jadid Anjuman Ahmadiyya, Pakistan. Faks datert: 10. januar 2019
Oversatt av: Senna Syed

Hudoor (må Allah være hans hjelper) sa: Disse menneskene synes ikke at slike hendelser er helt tilfeldige, men tror at det er Allah som sørger for dem.

En bror fra Mali skriver at hans sønn var ofte veldig syk, men etter at han begynte å betale chanda ble han bedre. Dette skyldtes kun fordi han ga for Allahs sak.

En bror fra Elfenbenskysten betalte sin forsinket chanda på 17,000 i løpet av noen få dager til tross for at han hadde økonomiske vanskeligheter.

Iqbal Sahib fra India skriver om en ahmadiyyamuslim bror som grunnet velsignelsen av å betale chanda, mottok en sum som han hadde lånt bort, men som han ikke hadde noe håp om å få tilbake. I tillegg ble hans midlertidige ansettelse endret til fast.

En bror fra Romania skriver: Jeg har opplevd at mine kunder øker og Gud gir meg mer når jeg gir for Allahs sak.

Hudoor[aba] sa: Disse menneskene bor i Europa og likevel opplever forsterket tro på denne måten.

En bror fra India skriver at han appellerte til en islam-ahmadiyya lærer for chanda og mottok pengene. Kort tid etter, med velsignelse av chanda, kjøpte læreren skolen hvor han underviste og senere kjøpte han tre til og bygget et treetasjes hus.

Amir sahib i Liberia skriver at noen mennesker aksepterte ahmadiyyalæren på grunn av en drøm, og at de nå gir mer og mer økonomiske bidrag. En jente mottok 80 dollar og hun ga alt i chanda. Dagen etter mottok hun en premie på 300 dollar.

Noen brødre mottok 100 rupier hver i bistand etter kraftig regn i Kerala, som de alle ga til chanda waqf-e-jadid.

En søster fra Storbritannia skriver at hun ikke betalte chanda tidligere. Men etter at hun begynte å betale det, fikk hun en jobb og hennes inntekt økte tre ganger i løpet av et år. Hun ordnet også forholdet med foreldrene sine og ble gift.

siden det er kun Gud som kan legge slik iver i folks hjerter. I forbindelse med dette siterte Hudoor (må Allah være hans hjelper) noen eksempler:

En bror fra Ghana skriver at 40% av hans inntekt skulle brukes til å tilbakebetale lån, likevel fortsatte han å betale chanda fra sin fulle inntekt. Den dagen han betalte sin chanda waqf-e-jadid hadde han ikke nok penger til å reise til jobb en gang. Men, den samme dagen mottok han restskatt fra staten som utgjorde fem ganger det beløpet han hadde betalt i chanda.

En bror fra Burkina Faso skriver at han var dårlig på grunn av angst og depresjon og hadde selvmordstanker, men etter at han begynte å betale chanda følte han seg lettet og sluttet å ta sovemedisiner.

En bror fra Storbritannia skriver at han ikke hadde noen penger da han fikk en påminnelse om å betale chanda, men kort tid etter hadde Allah ordnet det og han mottok en uventet skatterefusjon fra banken. Allah forenkler ting for de som oppriktig ønsker å betale chanda.

En bror fra Burkina Faso skriver at hans far ble sint på han for å ha betalt chanda waqf-e-jadid og kuttet kontakten med han. Kort tid etter ble alle avlinger til hans far ødelagt av regnet, mens han fremdeles hadde gode avlinger. Etter å ha vitnet til dette sa hans far at sønnen hadde blitt velsignet fordi han betalte chanda til sitt trossamfunn.

En bror fra Guinea forteller at han hadde planlagt å reise, men tok ut 100 dollar fra sine reiseutgifter og betalte chanda waqf-e-jadid. Kort tid etter mottok han en konvolutt fra en venn som hadde sendt 300 dollar for å hjelpe ham med å dekke reiseutgiftene. Hjertet hans ble dermed fylt med takknemlighet overfor Gud.

En president av en Jama'at skriver fra Benin at han skyldte noen en betydelig mengde penger. Han hadde bare 500 franc med seg som han betalte til chanda waqf-e-jadid. Han forteller at han fikk en jobb allerede dagen etter, som ikke bare dekket hans gjeld, men også hans utgifter hjemme.

Messias[as]. Dette er fordi han har gitt oss en spesiell forståelse av økonomiske ofringer i lys av utsagn av Den hellige profeten[sa].

Hudoor[aba] resiterte vers 246 av sura Al-Baqarah, som lyder som følgende:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

"Hvem er det som vil gi Allah et godt lån, som Han vil mangfoldiggjøre for ham mange ganger? Og Allah innskrenker og mangfoldiggjør og til Ham skal dere vende tilbake» (2:246)

Hudoor[aba] sa: Allah returnerer flerdoblet, og å gi i Allahs sak er kun til fordel for oss. Den hellige profeten[sa] sier "Hold dere unna elendighet, for det førte til undergang for mange nasjoner før dere." Økonomiske ofringer er derfor fordelaktig for oss selv. Den utlovede Messias[as] sier at du kan ikke elske to ting, og det er ikke mulig for deg å elske penger og Gud samtidig; du kan kun elske én av dem. Derfor er de som elsker Gud heldige. Og hvis noen av dere elsker Gud og ofrer for Hans sak, er jeg sikker på at vedkommendes rikdom blir velsignet mer enn andres. Rikdom kommer ikke av seg selv, men den kommer av Guds vilje. Den som gir slipp på en del av sin rikdom for Guds skyld, vil sannelig finne det. De som elsker sin rikdom og ikke tjener Gud som påkrevd, vil sannelig miste deres rikdom. Ikke tenk for et øyeblikk at du gjør Gud eller Hans utnevnte en tjeneste ved å gi en del av din rikdom eller utføre en annen tjeneste. Det er heller Gud som gjør deg en tjeneste ved at Han velger deg.

Hudoor[aba] sa: Ved Allahs nåde har de som har avgitt bai'at forstått dette veldig godt. Nye ahmadiyyamuslimer forstår essensen av økonomiske ofringer og mange av dem som er veldig fattige, ofrer med den samme iver som følgesvennene til Den utlovede Messias[as]. Mennesker som har blitt ahmadi muslimer 100 år etter Den utlovede Messias (fred være med ham) og som ikke en gang har møtt kalifen, er fulle av kjærlighet for troen og iver etter å ofre som følgelsvennene. Dette er et bevis på sannheten til Den utlovede Messias[as]

Fredagspreken holdt av Hadrat Khalifatul-Masih V[aba]

Den 4. januar 2019 fra Baitul Futuh moskeen, London.

Vår imam, Hadrat Khalifatul-Masih V[aba] sa: I dag er det den føste fredagen i 2019. Måtte Allah gjøre det om til forløper av velsignelser for alle ahamdiyyamuslimer. La oss strebe etter å overvinne våre svakheter i dette nye året som Allah har gitt oss, og prøve å oppnå den hellige forvandlingen som vi har lovet om i vår troskapsløftet til Den utlovede Messias[as]. Den utlovede Messias[as] sier at Allah ikke blir fornøyd uten gode gjerninger. Etter å ha trådd inn i dette trossamfunnet bør man strebe etter å bli from og dydig, unngå alt ondt og bruke tid på tilbedelse. Det å be *tahajjud* kun på den første dagen av året er ikke nok for et helt år.

Hudoor[aba] sa: Det nye året for Waqf-e-Jadid starter i januar. Det er en velsignelse fra Allah at det å utføre økonomiske ofringer er et kjennetegn av trossamfunnet til Den utlovede

Utsagn av Den utlovede Messias; Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

Gud, Den allmektige

Sannelig, Han både lytter og taler. Alle Hans egenskaper er evinnelige og evigvarende. Ingen av Hans egenskaper har noen gang vært avsatt, og det vil de heller aldri bli. Han er det samme enestående Vesen som ikke har noen like; Han har hverken sønn eller hustru. Ingen kan måle seg med Hans enestående egenskaper, og ingen er Hans jevnbyrdige. Ingen deler Hans opphøyede attributter. Det er ingen mangel ved Hans kraft.

Han er nær - men allikevel langt borte, og langt borte -men allikevel nær. Han åpenbarer Seg til dem som har åndelige visuelle opplevelser, eksempelvis i form av visjoner, men Han har ingen kropp, heller ingen form. Således er Han opphøyd over alt og alle, men det kan ikke sies at det også finnes noen under Ham. Han er på *Arsh*, men ingen kan si at Han ikke er på jorden. Han er kjernen til alle fullkomne egenskaper. Alle sanne attributter har sitt utspring i Ham. Han er kilden til alle gode egenskaper. Og i Ham finnes all styrke. Han er kjernen til all nåde. Alt vender tilbake til Ham. Han er Herren over alle land, og er pryd for enhver fullkommenhet. Han er fri for enhver svakhet og mangel.

Han er unik i Sin rett til å bli tilbedt av alle som oppholder seg på jorden og himmelen. Intet er umulig for Ham. Enhver sjel og dens potensialer, og enhver partikkel og dens energi – intet kan komme til syne uten Hans virksomhet. Ingenting kan åpenbares uten Ham, og Han manifesterer Seg selv gjennom Sin Kraft, Sin makt, og Sine tegn – og det er ved disse midler vi kan nå Ham. Han åpenbarer seg for de rettvise, og viser dem Sin styrke – det er slik Han kan bli gjenkjent og vi får mulighet til å kjenne de veier som fører til Hans velbehag. Han ser uten fysiske øyne, lytter uten fysiske ører, og taler uten fysisk tunge.

(Testamentet s. 16)

Hadith:

Ærens Herres majestet

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ :
وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ، سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔
قَالَ يَقُوْلُ اللهُ اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الْمُتَعَالُ
يُمَجِّدُ نَفْسَهٗ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُرَدِّدُهَا، حَتّٰى رَجَفَ بِهَا الْمِنْبَرُ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيَخِرُّ بِهٖ۔

(مسند احمد صفحه ۸۸ جلد ۲)

A’bd Allah ibn Omar[ra] beretter: Den hellige profeten[sa] resiterte følgende vers mens han stod på talerstolen:

وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطْوِيَّٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ

39:68: ... og himlene vil være rullet sammen i Hans høyre hånd. Hellig er Han (og fri for alle mangler), og høyt opphøyet over (alt) det de setter ved siden av (Ham).

Den hellige profeten[sa] sa videre at Allah, Den allmektige, sier: Jeg er Den som har fullmakt til å sette ting i orden, bevisst Min storhet, Den suverene og Den opphøyde!” Den hellige profeten[sa] fortsatte å gjenta disse ordene med en slik kraft at prekestolen ristet, og vi var bekymret at den ville styrte sammen med ham. (Masnad Ahmad, s. 88, bind 2)

(Boken: Selected sayings of Holy Prophet[sa], s. 3)

Den hellige Koranen

Sura Al-Hasjr vers 24-25

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ
الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ
الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۲۴﴾

59:24 Han er Allah, det er ingen gud unntagen Ham (alene), Kongen, Den Hellige, Den som skjenker fred (og sunnhet), Den som gir sikkerhet, Beskytteren, Den allmektige, Den Sterke, Den opphøyde. Hellig er Allah (og fri for enhver mangel, og høyt hevet) over det de setter ved siden (av

هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ
لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا
فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ
الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۵﴾ ع

59:25 Han er Allah, Skaperen, Den som påbegynner skapelsen, Den som gir (alle ting) form. Han tilkommer de skjønneste (og beste) navnene. (alt) som er i himmelen og på jorden lovpriser Ham, og Han er Den allmektige, Den allvise.

ZAINAB

Amir AMJ Norge

Zahoor Ahmed CH

President Lajna Imaillah Norge

Balqees Akhtar

Redaktør Urdu-del

Mansoora Naseer

Redaktør Norsk-del

Mehrin Shahid

Ramla Haroon

Grafisk design

Zoya Smamah Shahid

Fakiha Choudry

Maham Meenal Naeem

Adresse:

Baitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

Konakt@ahmadiyya.no

S.1 *Vers fra den hellige koranen*

S.2 *Hadith*

S.3 *Utsagn av Den utlovede Messias*

S.4 – S.8 *Fredagspreken av Khalifatul-Masih V*[aba]

S.9 – S.16 *Guds attributter*

S.17- S.18 *Profeten Muhammad*[sa] *sitt forhold til bønn*

S.19 – S.20 *Imam mahdis status*

S.21 – S.22 *Hira hulen*

S.23 – S.24 *Behovet for imamen*

S.25 – S.26 *Fatima al-fihri*

S.27 *Hadrat umm-e-Habibah*[ra]

S.28 – S.29 *Waqifate-nau Norge med Hudoor*

S.30 *Et godt kosthold*

S.31 *Sjokolade boller*

S.32 *Rapport hifz-e-qasida wagfat og nasirat*

S.33 – S.37 *Nasirats hjørne*

Kjære president, Lajna Ima'illah Norge

ٱلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ ٱللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

Fred være med dere, samt Allahs barmhjertighet og velsignelser

Jeg har mottatt utgaven av “Zainab” for juli-september 2020. Jazakumullah-ta’ala.

I denne Zainab-utgaven er det blitt inkludert tekster med emner innenfor utdanning og moralsk opplæring med tanke på forslag fra shora. En artikkel der lajna delte sine personlige tanker om situasjonen rundt pandemien er også blitt tatt med. Tekst om koronavirus relatert depresjon, mulige symptomer og forebyggende tiltak er blitt skrevet ned på en fin måte av et helsepersonell. Måtte Allah akseptere deres arbeid og gjøre leserne i stand til å dra nytte av artiklene. Amen.

Med vennlig hilsen

Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul-Masih den femte

ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

Oktober til desember 2020

Allahs Attributter

Profeten Muhammad[sa] sitt forhold til bønn

Imam Mahdis Status